عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۹ تا ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۳۳/۳۴

عقیدۂ ختم نبوّت اور اس کا تحفظ

قربانی

احکام و مسائل

تحریکِ ختمِ نبوّت 1974

تاریخ ساز فیصلہ اور قادیانی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

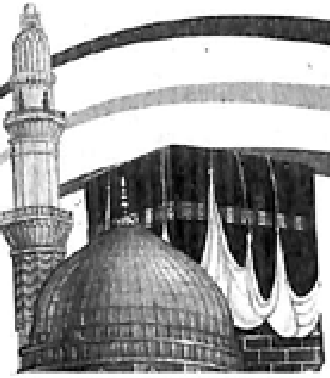

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

قربانی کا نصاب

س:...... میرے پاس صرف ایک تولہ سونا ہے، اس کے علاوہ کوئی نقدی وغیرہ نہیں ہے کیا میرے ذمہ قربانی ہوگی؟ اگر ہے تو قربانی کیسے کروں کیونکہ پیسے وغیرہ نہیں ہیں اور قربانی کے لئے کم از کم نصاب کیا ہونا چاہئے؟

ج:...... جی ہاں! آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے کیونکہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت ایک تولہ سونا سے کم ہے آپ صاحب نصاب ہیں۔ قربانی کرنی ہوگی خواہ قرض لے کر کریں۔ قربانی کا نصاب یہ ہے کہ کسی عاقل بالغ مرد یا عورت کی ملکیت میں سونا، چاندی، نقد یا کوئی بھی ایسی چیز جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جائے موجود ہو تو اس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے۔

س:...... میرا بیٹا جس کی عمر ۱۳ سال ہے اور وہ بالغ ہے اور اس کی ملکیت میں ۵۰ ہزار روپے ہیں کیا اس پر قربانی اور زکوٰۃ واجب ہے؟

ج:...... جی ہاں! اس پر قربانی واجب ہے اور سال پورا ہونے پر زکوٰۃ بھی واجب ہوگی، کیونکہ چاندی کی مالیت کے حساب سے یہ صاحب نصاب ہے۔

گزشتہ سالوں کی قربانی کس طرح کریں؟

س:...... اگر کسی پر قربانی واجب تھی اور کئی سالوں تک اس نے لاپرواہی کی وجہ سے قربانی نہیں کی تو اب اس کے لئے کیا کفارہ ہے؟

ج:...... جتنے سالوں تک اس نے قربانی نہیں اس قدر رقم کا حساب کر کے کسی مستحق زکوٰۃ کو دیدیں اور توبہ واستغفار کریں، یہی اس کا کفارہ ہے۔

گھر کے دس افراد کی طرف سے ایک گائے کی قربانی

س:...... ایک گھر میں دس افراد ہیں اور سب کے سب چاندی کی مالیت کے مطابق صاحب نصاب ہیں، تو کیا ایک گائے کی قربانی کافی ہوجائے گی ان سب کی طرف سے؟

ج:...... نہیں! ایک گائے میں صرف سات افراد شریک ہوسکتے ہیں، اس لئے سات افراد کی طرف سے قربانی ہوجائے گی، باقی تین کے ذمہ بھی واجب بھی ہے، وہ کسی دوسری گائے میں حصہ دار بنیں اور قربانی کریں۔

قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا

س:...... کیا قربانی کے جانور کو خود ذبح کرنا ضروری ہوتا ہے؟ اکثر لوگ ذبح کرنا نہیں جانتے، بس عید والے دن جانور پر چھری پھیرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔

ج:...... قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے ضروری نہیں ہے اور یہ حکم بھی اس شخص کے لئے ہے جو ذبح کرنا جانتا ہو لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح کرنا نہ چاہتا ہو تو پھر اسے ذبح کرنے والے کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔

طواف وداع

س:...... طواف وداع کے لئے ضروری ہے کہ مکہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جائے؟ اگر مکہ سے واپسی سے ایک دن پہلے طواف وداع کی نیت سے طواف کرلیا تو وہ ادا ہوجائے گا؟

ج:...... طواف زیارت کے بعد وطن واپس ہونے سے پہلے طواف وداع کرلینا درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ جب مکہ سے چلنے لگے تو طواف وداع کرے تاکہ اس کی آخری ملاقات بیت اللہ شریف کے ساتھ ہو۔ اسی کو طواف وداع کہا جاتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گاڑی حاجی صاحبان کو لینے کے لئے موجود ہو اور حاجی صاحب طواف وداع کے لئے حرم میں چلے جائیں اس سے دوسرے لوگوں کو بھی تکلیف ہوگی اور گاڑی اگر چھوڑ کر چلی گئی تو حاجی صاحب بھی پریشان ہوں گے۔ اس لئے روانگی سے پہلے مناسب وقت دیکھ کر طواف وداع کرلیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — ۹ تا ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۷ء — شمارہ: ۳۳-۳۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

عشق حقیقی کا روح پرور منظر!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
قربانی.... احکام ومسائل	۸	مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (۳)	۱۲	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ	۱۵	مفتی خالد محمود
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء	۲۰	مولانا قاضی احسان احمد
تاریخ ساز فیصلہ اور قادیانی	۲۳	پروفیسر خباب احمد خان
"محمد رسول اللہ" کا قادیانی تصور (۵)	۲۵	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۳-۳۴ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز اور قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

تلاوت قرآن کی فضیلت

حدیث قدسی ۸: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور رات اور دن کے حصوں میں قرآن کریم پڑھتا رہتا ہے اور قرآن کریم نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے، ان کو حلال اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے، ان کو حرام سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے رگ پوست میں قرآن کریم کا اثر پیدا کرتا ہے اور ذی عزت فرشتوں کو اس بندے کا رفیق اور دوست بنادیتا ہے اور قیامت کے دن قرآن کریم اس بندے کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارشی اور جھگڑا کرنے والا ہوگا۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ سے کہے گا، اے میرے پروردگار! ہر شخص جس نے دنیا میں کوئی عمل کیا تھا اس کو اس کے عمل کے موافق حصہ مل رہا ہے مگر فلاں شخص جو رات اور دن کے حصوں میں کھڑا رہتا تھا اور میری تلاوت کرتا تھا، میری بتائی ہوئی چیزوں کو حلال اور حرام سمجھتا تھا، اے پروردگار اس کو بھی اس کا حصہ عنایت فرمادیجئے، پس اللہ تعالیٰ اس بندے کے سر پر شاہی تاج رکھے گا اور بزرگی و شرافت کے لباس سے آراستہ کرے گا اور قرآن کریم سے ارشاد فرمائے گا تو راضی ہوگیا، قرآن کریم کہے گا، میری خواہش یہ ہے کہ اس سے زیادہ دیا جائے: ”لا فیعطیہ اللہ عزو جل الملک بیمینہ والخلد بشمالہ “یعنی دائیں ہاتھ میں حکومت اور بائیں میں دوام و ہمیشگی پھر ارشاد فرمائے گا، اے قرآن کریم تو راضی ہوگیا۔

قرآن کریم عرض کرے گا، اے رب! میں راضی ہوگیا۔

اور جس شخص نے قرآن کریم کو ایسی عمر میں سیکھا جس عمر میں قرآن کریم کا سیکھنا مشکل ہوتا ہے تو ایسے بندے کو دوہرا ثواب دیا جائے گا۔ (بیہقی شعب الایمان)

یعنی بڑی عمر میں جب زبان موٹی ہوجاتی ہے اور قرآن کریم کا صحیح تلفظ مشکل ہوجاتا ہے اور قرآن کریم یاد کرنے میں محنت زیادہ ہوتی ہے، ایسی عمر میں قرآن کریم یاد کرنے والے کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔

نماز

(۵) قبلے کی طرف منہ کرنا، قبلے کی طرف منہ کرنے کو اصطلاح میں استقبال قبلہ کہتے ہیں، مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہے، خانہ کعبہ کو کعبۃ اللہ، بیت اللہ اور بیت الحرام یعنی عزت والا گھر بھی کہتے ہیں، نماز چاہے فرض ہو، واجب، سنتیں ہو، نوافل، سجدۂ تلاوت، نماز جنازہ یا کوئی بھی نماز ہو جس کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہو، اس کے پڑھنے کے لئے شرط یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا کا منہ کعبے کی طرف ہو اور اس شرط میں کعبے کی سمت کافی ہے چاہے دنیا بھر میں کہیں سے بھی نماز ادا کی جارہی ہو۔ ہمارے ملک میں کعبے کی سمت مغرب کی طرف ہے (جس طرف سورج غروب ہوتا ہے) لہٰذا ہمارے ملک میں نماز پڑھنے والے کو دوران نماز اپنا منہ مغرب کی طرف رکھنا لازمی ہے، ہمارے زمانے میں مساجد اسی رخ پر بنائی جاتی ہیں اور مسجد کے محراب سے ہر جگہ قبلہ کا تعین ہوسکتا ہے اگر کسی جنگل وغیرہ کا سفر ہو اور وہاں مسجدیں موجود نہ ہوں اور کوئی مقامی آدمی بھی بتانے والا نہ ہو تو وہاں نماز پڑھنے کے لئے نماز پڑھنے والے کو غور و فکر کرتے ہوئے قبلے کی سمت کا تعین کرنا چاہئے، اصطلاح میں اس کو تحری کہتے ہیں غور و فکر کے بعد جس طرف غالب گمان ہو اس طرف منہ کرکے نماز پڑھ لے، دوران نماز اگر کوئی بتانے والا قبلے کی سمت کا تعین کرکے بتلائے تو اس کی بتلائی ہوئی سمت کی طرف رخ پھیرتے ہوئے بقیہ نماز اس سمت میں پڑھے، غور و فکر کے بعد پڑھی جانے والی مکمل نماز اگر غلط سمت میں بھی پڑھ لی گئی ہو تو اس غور و فکر کے نتیجے میں پڑھے جانے کی وجہ سے درست اور صحیح کہلائے گی۔

(۶) وقت کا ہونا: نماز کی درستگی اور قبولیت کے لئے ایک لازمی شرط وقت کا ہونا بھی ہے، جس کی تفصیل دو طرح سے بیان کی جاتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

شریعت نے نماز پڑھنے کے لئے بطور شرط ایک بات یوں بھی کہی ہے کہ شریعت نے اس وقت میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہو اس کے لئے شریعت نے تین اوقات ایسے بتلائے ہیں جن میں نماز پڑھنا سرے سے جائز ہی نہیں ہے: (۱) سورج کے نکلنے کا وقت، (۲) عین زوال کا وقت، (۳) سورج کے غروب ہونے کا وقت۔ ان تینوں اوقات میں نماز ممنوع ہے۔ پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے خود شریعت نے مختلف اوقات طے فرمائے ہیں روزانہ کی وہ پانچوں نمازیں اپنے اپنے اوقات ہی میں ادا کرنے سے ادا ہوں گی اگر ان اوقات کے آنے سے پہلے ادا کرلی جائیں تو وہ ادا ہی نہیں ہوتیں اور وہ فرض نماز اس کے ادا کرنے کا وقت شروع ہونے کے بعد دوبارہ پڑھنی ہوگی، اسی طرح اگر شریعت کے بتلائے ہوئے وقت کی تکمیل ہوجائے اور وہ ختم ہوجائے اور اسی طے شدہ وقت میں اس دن کی وہ نماز ادا نہ کی گئی ہو تو وہ نماز وقت کی تکمیل کے بعد بھی ذمے پر باقی رہے گی اور اس کو پڑھا جائے گا جو کہ ضروری ہے لیکن اسے ادا نہیں قضا کہا جائے گا۔ اس تفصیل کے پیش نظر کسی بھی دن فرض نماز کے ادا کرنے اور اس کی ادائیگی درست ہونے کے لئے اس دن اس نماز کی ادائیگی کے لئے شریعت کے بتلائے ہوئے وقت کا ہونا بھی شرط اور لازمی ہے۔

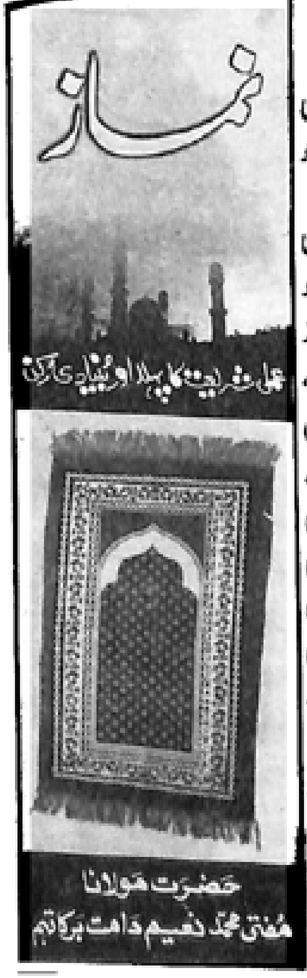

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

عشق حقیقی کا روح پرور منظر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حج اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے پانچواں رکن ہے، جس کی فرضیت قرآن کریم اور سنت نبویہؐ سے ثابت ہے۔ حج صاحب استطاعت مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد مرد وعورت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ جس پر حج فرض ہوجائے، اُسے اس کی ادائیگی میں جلدی کرنا چاہیے، بلا عذر تاخیر کرنا یا ہر سال اُسے ٹالتے رہنا بہت بڑی خیر سے محرومی کا باعث ہے، اس لئے کہ نہ معلوم اُسے کوئی ایسا عذر پیش آجائے کہ جس کی وجہ سے وہ زندگی بھر حج پر نہ جاسکے، یا کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ یہ جمع شدہ سرمایہ سارا اس میں لگ جائے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

ترجمہ: ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کرے گا جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو اور جو شخص کسی دنیوی غرض سے حج کو جانا ملتوی کرے گا، وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہوکر آگئے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد میں پاؤں ہلانے سے گریز کرے گا، اس کو کسی گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑے گا، جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو۔'' (الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۶۹)

یہ حدیث سند کے اعتبار سے اگرچہ کمزور ہے، لیکن ایسے امور میں ضعیف روایت ذکر کی جاتی ہے۔ اور تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جو لوگ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے سے کتراتے ہیں، اکثر ان کا مال ایسی جگہوں پر خرچ ہوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہوتی ہیں، اس لئے حج فرض ہونے کے بعد اس میں تاخیر نہ کریں۔

اب یہ کہ حج کرنے پر کیا انعامات ملتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں کئی انعامات گنوائے ہیں، مثلاً: جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے حج کیا، اس میں کوئی دنیوی غرض، شہرت، ریا، نمود ونمائش، وغیرہ کو شامل نہ کیا اور اپنے حج کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رکھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک اور صاف ہوگیا جس طرح کہ نومولود بچہ گناہوں کی کثافت اور میل کچیل سے صاف ہوتا ہے۔ اور نیکیوں والے حج کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہی صرف جنت ہے۔ نیکیوں والے حج سے مراد یہ ہے کہ سفرِ حج میں لوگوں کو کھانا کھلائے، ان سے نرم گفتگو کرے اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرے۔ جب کوئی ان صفات اور اعمال سے حج کرے گا تو ایسا حج ان سب کوتاہیوں اور قصوروں کا خاتمہ کردیتا ہے، جو حج سے پہلے کیے ہوں۔ حج کرنے والا جب ''لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک، إن الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک'' کی صدا لگاتا اور یہ تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جو درخت، پتھر اور ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں، وہ بھی لبیک کہتے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ اس کی دائیں، بائیں کی زمین کی انتہا تک چلتا رہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

ترجمہ: ''حضرت زاذان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباسؓ بہت زیادہ بیمار ہوئے تو اپنے بیٹوں کو بلواکر جمع کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مکہ سے چل کر پیدل حج کیا، یہاں تک کہ مکہ واپس آگیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلہ میں سات سو نیکیاں لکھتے ہیں، ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی طرح ہوتی ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ: حرم کی نیکیاں کیسی

ہوتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں۔‘‘ (الترغیب والترہیب ج:۲،ص:۱۶۶)

جو حجاج کرام سفرِ حج میں شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، مثلاً: دورانِ سفر نماز باجماعت کی پابندی کرتے ہیں، مرد ہوں یا خواتین اپنی نظروں کی حفاظت کرتے ہیں، اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے، اپنے ساتھیوں سے جھگڑا نہیں کرتے، احرام کی تمام پابندیوں اور ممنوعاتِ احرام کی رعایت رکھتے ہیں، خواتین پردہ کا اہتمام کرتی ہیں، حرمین کے تقدس کو پامال نہیں کرتے، حج کے ہر ہر رکن، ہر ہر واجب اور ہر ہر سنت کو اس کی روح کے مطابق ادا کرتے ہیں تو ایسے حجاج کرام کی نہ صرف یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مغفرت فرمادیتے ہیں، بلکہ ایسے حجاج کرام جس کے لئے دعا کردیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمادیتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاجی کی بخشش کردی جاتی ہے اور اس کی بھی بخشش کردی جاتی ہے، جس کے لئے حاجی بخشش مانگے۔‘‘ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۶۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر کتنا احسان وانعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو ان کے ساتھ اس بیت اللہ کو بھی آسمان سے اُتارا، اور وہ اس وقت ایسا صاف اور شفاف تھا کہ اس کے باہر سے دیکھنے والوں کو اس گھر کے اندر کی چیز نظر آتی تھی اور اندر سے دیکھنے والوں کو باہر کی چیز نظر آتی تھی اور یہ اس لئے اُتارا کہ جس طرح ملائکہ میرے عرش کا طواف اور اس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے ہیں، اسی طرح زمین والے بھی اس گھر کا طواف کریں اور اس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھیں، اور پھر اس جنت سے آئے گھر کو اللہ تعالیٰ نے طوفان کے زمانہ میں آسمان پر اُٹھالیا، اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اس گھر کا طواف اور حج تو کیا کرتے تھے، لیکن اُنہیں اس کی جگہ معلوم نہ تھی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی جگہ بتلائی تو انہوں نے ان پرانی بنیادوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر تعمیر کیا، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد میں منقول ہے:

ترجمہ: ’’حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نیچے اُتارا تو فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی اُتار رہا ہوں، جس کے اردگرد طواف کیا جائے گا، جیسے میرے عرش کے اردگرد طواف کیا جاتا ہے۔ اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی، جیسے میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ طوفان کے زمانہ میں اُسے اٹھالیا جاتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اس کا حج کیا کرتے تھے اور اس کی جگہ کا اُنہیں علم نہ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہاں ٹھہرایا، پھر انہوں نے اُسے پانچ پہاڑوں (کے پتھروں) سے اُسے تعمیر کیا: حراء، ثبیر، لبنان، جبلِ طور اور جبلِ خیر، لہٰذا تم سے جتنا ہوسکے اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔‘‘ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۶۸)

اب یہ کہ حاجی کو اللہ تعالیٰ کے گھر کے طواف، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، عرفات کے میدان میں وقوف، رمی جمار، قربانی، طوافِ زیارت وغیرہ جیسے اعمال پر کیا ملتا ہے، اس کے لئے آپ درج ذیل حدیث کو پڑھیں اور اپنے دل کو ٹھنڈا کریں:

یعنی: ’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور! ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ: آپ ہی ارشاد فرمادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے؟ اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے کا اور طوافِ زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: اس پاک ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: حج کا ارادہ کرکے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے، وہ تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ

معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے، جیسا ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے۔ اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندے دور دور سے پراگندہ بال آئے ہوئے ہیں، میری رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں، تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو! جاؤ، بخشے بخشائے چلے جاؤ، تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو، ان کے بھی گناہ معاف ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ: شیطان کے کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ میں ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے، اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لئے ذخیرہ ہے، اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سرِ نو اعمال کر، تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے۔“ (الترغیب والترہیب ،ج:۲،ص:۱۷۰ تا ۱۷۶)

خلاصہ یہ کہ حج کرنے والا اپنے معبود سے عشقِ حقیقی اور سچی محبت کا خوب خوب مظاہرہ کرتا ہے، وہ اس طرح کہ عاشقوں کا کام ہی یہ ہوتا ہے، وہ سب تعلقات ختم کرکے گھربار، عزیز و اقارب، دوست احباب، شہر اور وطن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کوئے یار کی طرف روانہ ہو جاتا ہے، اس کے لئے سفر کے مصائب اور شدائد میں بھی مزہ ہی آتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو حج کی سعادت سے بہرہ مند فرمائیں، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

تاریخ کے نازک لمحات

۷/ستمبر کی شام کو پون صدی پر پھیلی ہوئی جدوجہد تاریخ ساز لمحوں میں سمٹ آئی' ان یادگار لمحات کا منظر جب وقت تاریخ کے سانچے میں ڈھل رہا تھا' ایسا ناقابل فراموش ہے' جسے ان اشخاص میں سے کوئی بھی نہ بھلا سکے گا جو کسی نہ کسی حیثیت سے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ایوان میں موجود تھا' ساڑھے چار بجے سے آٹھ بجے کے درمیان اوپر تلے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اجلاسوں نے آئین میں دو اہم ترامیم کے ذریعے منکرین ختم نبوت مرزائیوں کے دونوں گروہوں قادیانی اور لاہوری کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر تاریخ کے صفحات پر ایسے نقوش ثبت کر دیئے جن پر ہمیشہ فخر و اطمینان کا اظہار کیا جائے گا۔

ان تاریخی لمحات کا آغاز قومی اسمبلی کے اجلاس کے انعقاد سے ہوا' جب تلاوت کلام پاک کے بعد چار بج کر چالیس منٹ پر مرکزی وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے آئین میں ترمیم کا بل پیش کیا' اس کے فوراً بعد انہوں نے اسمبلی کے بعض قواعد کو معطل کرنے کی دو تحریکیں پیش کیں' تاکہ ان ترامیم کو تیزی کے ساتھ مختلف مرحلوں سے گزارا جاسکے' ان دستوری ضروریات کو پورا کرنے' ترمیمی بل پڑھنے اور اسے ایوان کے سامنے پیش کرنے میں صرف تیرہ منٹ صرف ہوئے اور چار بج کر ترپن منٹ پر بل پہلے مرحلے سے گزر چکا تھا' ان تیرہ منٹوں میں ان متواتر اور مسلسل تالیوں کا وقت بھی شامل ہے جو بل پیش کرنے کے دوران بار بار بلند ہوتی رہیں' قومی اسمبلی کے تمام ارکان پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے متفقہ طور پر جو بل پیش کیا تھا' اس کے مطابق دستور کی دفعہ ۱۰۶ میں دی گئی' اقلیتوں کی فہرست میں قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کو شامل کر دیا گیا اور دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کا اضافہ کر دیا گیا' جس کے ذریعے ایسے ہر فرد کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو وہ آئین یا قانون کے مقاصد کے ضمن میں مسلمان نہیں ہے' اس بل کو جب وزیر قانون پیش کر رہے تھے' تو فقرے فقرے پر اور بعض مرتبہ تو لفظ لفظ پر قومی اسمبلی کے اکثر ارکان جذبات سے بے قابو ہو کر ڈیسک اور کرسیاں بجا رہے تھے جیسا کہ بعد میں جناب وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا کہ درحقیقت ہم سب جذبات کے طوفان سے معرکہ آزما تھے۔ ☆☆

قربانی .... احکام ومسائل

حضرت مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شان والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں' قربانی کے ایام میں سب نیکیوں سے بڑھ کر نیکی قربانی کرنا ہے۔ قربانی کے جانور کا ذبح کرنے کے وقت سب سے پہلے خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے' اس سے پہلے ہی قربانی اللہ کے یہاں قبول ہو جاتی ہے۔"

(مشکوٰۃ شریف ص:۱۲۸)

اسی طرح حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"قربانی کے جانور کے جسم پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔" (مشکوٰۃ ص:۱۲۹)

اس طرح ایک قربانی سے لاکھوں' کروڑوں نیکیاں مل جاتی ہیں۔ جس پر قربانی واجب ہے وہ بھی نیت زیادہ سے زیادہ ثواب وتقرب کی کرے' واجب تو ادا ہو ہی جائے گا' لیکن اس نیت کی وجہ سے ثواب زیادہ سے زیادہ مل جائے گا۔

قربانی خود اپنی طرف سے اور اپنے زندہ اور مردہ بزرگوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی کی جا سکتی ہے۔

قربانی کی ابتداً دو قسمیں ہیں:

واجب' مستحب۔ واجب کی چند صورتیں ہیں:

(الف) اگر کسی نے قربانی کی نذر کی ہو تو نذر کی وجہ سے قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ خواہ نذر کرنے والا فقیر ہو یا غنی۔

(ب) اگر کسی فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اس سے بھی قربانی ضروری اور واجب ہوتی ہے۔

> "قربانی کے جانور کے جسم پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلہ میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔" (مشکوٰۃ ص:۱۲۹)

(ج) اگر کسی نے قربانی کے لئے وصیت کی ہے اور مال بھی چھوڑا ہے' جس سے "بانی" ہو سکے تو اس وصیت کی رو سے ولی یا وصی پر قربانی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

(د) جو مسلمان مرد اور عورت' عاقل وبالغ مقیم ہو اور صاحب نصاب ہو' اس پر قربانی واجب ہے۔

اور واجب کی تمام اقسام میں سے نذر والی قربانی کا گوشت مستحقین میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صاحب نذر خود اور اس کے اصول اور فروع' غنی نہیں کھا سکتے' یہی حکم وصیت کا بھی ہے' باقی تمام قربانی اور صاحب نصاب کی واجب والی قربانی کا گوشت خود اور تمام رشتہ دار غنی وفقیر سب کھا سکتے ہیں۔

نابالغ بچے اور مجنون کے پاس اگر مال ہو تو ان پر قربانی صحیح قول کے مطابق ضروری اور واجب نہیں' ولی کے لئے ان کے مال سے قربانی کرنا درست نہیں' البتہ اپنے مال سے ولی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

بالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا باپ کے ذمہ ضروری نہیں' اگر اولاد خود مالدار ہے تو وہ خود قربانی کرے' یا باپ کو اجازت دیوے' بالغ اولاد کی اجازت سے باپ ان کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے' یہی حکم بیوی کے لئے بھی ہے کہ شوہر کے ذمہ اس کی قربانی ضروری نہیں' البتہ شوہر بیوی کی اجازت سے اس کی قربانی کر سکتا ہے۔

مالدار صاحب نصاب مسافر پر قربانی واجب نہیں' خواہ سفر حج ہو یا کوئی اور سفر' البتہ مستحب یہ ہے کہ سہولت اور مال موجود ہونے کی صورت میں قربانی کی جاوے۔

قربانی کے ایام ثلثہ: دس' گیارہ اور بارہ تاریخ میں سے اگر آخری روز مقیم ہو گیا بلکہ آخری گھنٹہ میں بھی مقیم ہو گیا تو قربانی کرنا واجب ہو گیا۔

نصاب قربانی:

وجوب قربانی کا نصاب وہی ہے جو صدقۂ فطر کے لئے ہے۔

جس کے پاس رہائش کا مکان' کھانے پینے کا سامان' استعمال کے کپڑے' دیگر ضروری الاستعمال اشیاء سواری وغیرہ کے علاوہ ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے برابر نقد رقم اور دوسرے سامان' مکان' گاڑی موجود ہوں تو اس پر قربانی واجب ہے۔

واضح رہے کہ نصاب قربانی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس پر سال گزر جاوے' یہ بھی ضروری نہیں کہ مال تجارت ہو یا مال زکوٰۃ بلکہ حوائج ضروری سے زائد جو بھی مال ہوگا اس کا اعتبار ہوگا۔

لہٰذا جس کے پاس رہائش کے مکان کے علاوہ زائد مکان موجود ہے' خواہ تجارت کے لئے ہو یا نہ ہو' ضروری مکان کے لئے پلاٹ کے علاوہ پلاٹ ہیں' ضروری سواری کے علاوہ دوسری گاڑیاں ہیں تو یہ شخص قربانی کے حق میں صاحب نصاب ہے' اس پر قربانی واجب ہے۔

تجارتی سامان خواہ کوئی بھی چیز ہو اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہیں' اس کے مالک پر قربانی واجب ہوگی۔

اور اگر مہر موجل ہے تو اس کی وجہ سے عورت پر قربانی واجب نہ ہوگی۔

صاحب مکتبہ' کتابوں والا اگر ذاتی مطالعہ کے لئے ہیں' ایک نوع کی کتاب کے متعدد نسخے نہیں ہیں' تو نصاب میں اس کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ دوسرے مال کا اعتبار ہوگا۔

اگر کتب خانہ ایسے آدمی کے پاس ہے جو خود تعلیم یافتہ نہیں بلکہ دوسروں کے مطالعہ کے لئے رکھی ہیں تو صاحب کتب پر قربانی واجب ہوگی۔

کاشتکار اور کسان جن کے پاس ہل چلانے اور دوسری ضرورت کے علاوہ جانور اتنے موجود ہیں کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں تو اس کی وجہ سے قربانی واجب ہے اور اگر ایسا نہیں اور دوسرا کوئی مال نہیں تو قربانی واجب نہیں۔

قربانی کے ایام میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔ اس کے بدلہ میں رقم صدقہ کر دینا' حج کرنا' کرانا' کسی غریب کو امداد کر دینا کافی نہیں۔ ان چیزوں کو کرنے کے باوجود صاحب نصاب قربانی نہ کرنے کا گناہ گار ہوگا۔

قربانی میں نیابت درست ہے کہ ایک دوسرے شخص کے لئے نائب اور وکیل بنے اور قربانی

> **قربانی خود اپنی طرف سے اور اپنے زندہ اور مردہ بزرگوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی کی جاسکتی ہے۔**

کرے' خواہ دونوں ملک میں ہوں یا دو ملکوں میں۔

صاحب قربانی اگر قربانی کے لئے رقم کسی ملک میں بھیج دیوے اور کسی کو قربانی کے لئے کہہ دے تو اس طرح رقم بھیج کر قربانی کرنا بھی درست ہے۔

اگر ایک جانور قربانی کی نیت سے خریدا گیا اور اس کے بدلہ میں دوسرا جانور دینا چاہیں تو دوسرا جانور اس سے کم قیمت پر نہ دیں۔ اگر اس سے کم قیمت پر خریدا تو پہلے اور دوسرے جانور کی قیمت میں جتنا فرق ہے اس کو صدقہ کر دیوے۔

قربانی کے لئے صاحب نصاب کا خریدا ہوا جانور اگر گم ہوگیا اور دوسرا خریدا بعد میں پہلا بھی مل گیا تو دونوں میں سے کسی ایک کا کرنا واجب ہے' دونوں کا کر دینا مستحب ہے' لیکن فقیر نے اگر ایسا کیا تو اس پر دونوں کا قربانی کرنا واجب ہے۔

قربانی کی نیت سے جانور خریدا' عین ذبح کے وقت صاحب قربانی کو نیت کا خیال نہ رہا تو قربانی ہو جائے گی۔

بکری' دنبہ' بھیڑ میں صرف ایک شخص کی قربانی ہوسکتی ہے۔ بڑے جانور گائے' اونٹ' بھینس میں سات افراد شریک ہوسکتے ہیں۔

چند افراد مل کر مشترکہ رقم سے کسی میت کے لئے ایک حصہ قربانی نہیں کر سکتے' البتہ اس کے لئے ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ سب لوگ اپنے حصے کی رقم کسی ایک کو ہبہ کر دیں اور وہ ایک حصہ قربانی کا جس کے نام پر کرنا چاہتے تھے' کر دے۔ اسی طرح قربانی بھی ہو جائے گی اور میت کو ثواب بھی مل جائے گا۔

اگر قربانی کے جانور میں شریک افراد میں سے کسی نے ثواب کی نیت نہ کی' نہ ہی واجب ادا کرنے کی نیت کی ہے بلکہ گوشت کھانے یا شادی کی دعوت نمٹانے کی نیت کی تو اس سے قربانی صحیح نہ ہوگی اور کسی کی نہیں ہوگی۔

قربانی کے جانور میں شریک افراد میں سے کسی نے نفل قربانی' اور کسی نے واجب کی نیت کی' یا کسی نے قربانی اور دوسرے نے عقیقہ کی نیت کی تو قربانی ہو جائے گی' کیونکہ سب کی نیت میں تقرب الی اللہ' ثواب حاصل کرنا موجود ہے۔

شریک نے اگر دوسرے کو وکیل اور نائب مقرر کر دیا ہے تو جانور خریدنے اور ذبح کرنے میں نائب کی نیت کافی ہے کہ وہ اصل کی جانب سے قربانی دیوے۔

اگر شرکاء میں سے کسی ایک نے جانور کو ذبح کر دیا ہے اور کچھ شرکاء کو خبر بھی نہیں تو اس سے قربانی نہیں ہوگی اور کسی کی نہیں ہوگی۔

جس کے پاس رہائش کا مکان‘ کھانے پینے کا سامان‘ استعمال کے کپڑے‘ دیگر ضروری الاستعمال اشیاء سواری وغیرہ کے علاوہ ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے برابر نقد رقم اور دوسرے سامان‘ مکان‘ گاڑی موجود ہوں تو اس پر قربانی واجب ہے۔

قربانی کا جانور اور اس کی تفصیلات:

خصی جانور کی قربانی درست ہے‘ بلکہ بہتر ہے۔

قربانی کے جانوروں کے لئے بہتر یہ ہے کہ موٹے تازے ہوں‘ خوبصورت ہوں اور کوئی ایسا عیب نہ ہو جس سے جانور دیکھنے میں بہت برے معلوم ہوں۔

قربانی کے جانور دو قسم کے ہیں: چھوٹے مثلاً: بکرا‘ بکری‘ بھیڑ‘ دنبہ اور بڑے مثلاً: گائے‘ بیل‘ بھینس‘ بھینسا‘ اونٹ‘ اونٹنی انہیں جانوروں کی قربانی درست ہے‘ اس کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔

کسی نے جانور خریدنے کے وقت کسی کو شریک کرنے کی نیت کی ہے یا نہیں کی تو دونوں صورت میں خریدار اگر غنی ہے تو دوسرے کو شریک کرسکتا ہے۔ البتہ اگر خریدار فقیر ہے تو کسی کو شریک کرنے کی نیت سے دوسرے کو شریک کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔

بکرا‘ بکری کی قربانی ایک سال سے کم عمر میں صحیح نہیں‘ خواہ ایک گھنٹہ بھی کم کیوں نہ ہو۔ گائے‘ بھینس میں دو سال سے کم عمر میں قربانی درست نہیں‘ اور اونٹ‘ اونٹنی کی پانچ سال سے کم عمر میں قربانی درست نہیں‘ دانت نکلنا ضروری نہیں بلکہ مدت پوری ہونی شرط ہے۔

دنبہ اور بھیڑ اگر دیکھنے میں اتنے موٹے ہوں کہ سال بھر عمر کے معلوم ہوں تو ان کی قربانی درست ہے۔

جو جانور کانا یا اندھا ہو یا آنکھ کی تہائی روشنی ختم ہوگئی ہے تو اس سے قربانی درست نہیں۔

پیدائشی اعتبار سے جس جانور کا سینگ نہیں اس کی قربانی درست ہے۔ اسی طرح سینگ اگر ٹوٹ چکا ہے لیکن بنیادی جڑ باقی ہے‘ ابھری ہوئی ہڈی نظر آتی ہے تو اس کی قربانی درست ہے ورنہ نہیں۔

جس جانور کا پیدائشی طور پر کان نہیں یا دم نہیں‘ یا کان اور دم سے ایک تہائی سے زیادہ حصہ نہیں ہے تو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کان اور دم دو تہائی باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہوگی۔

جس جانور کے عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے دانت سارے گر گئے لیکن گھاس اور چارہ کھانے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تو اس کی قربانی ہوجائے گی۔ (کمافی الہندیہ) لیکن اچھی طرح اگر وہ گھاس وغیرہ نہیں کھاسکتا تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

جس جانور کی ناک نہیں‘ کٹ چکی ہو‘ اس کی قربانی درست نہیں۔ جو جانور ترچھی آنکھوں سے دیکھتا ہے‘ اس کی قربانی درست ہے۔

جس کے بال کٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی درست ہے‘ البتہ قربانی کے لئے خریدنے کے بعد بال وغیرہ کاٹنا مکروہ ہے۔

جس جانور کا تھن نہیں یا ہے لیکن خشک ہوچکا ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

جو جانور لنگڑا ہو‘ تین پاؤں پر چلتا ہو اس کی قربانی درست نہیں‘ البتہ اگر چوتھائی پاؤں پر ٹیک لگا کر چل سکتا ہے تو قربانی جائز ہے۔

ایسا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں‘ البتہ اگر ایسا دبلا نہیں صرف کمزور ہے باقاعدہ چل پھر سکتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

جس جانور کو کھجلی یا کوئی جلدی بیماری ہے اور اس کا اثر گوشت تک نہ پہنچا ہو تو اس کی قربانی درست ہے‘ اور اگر بیماری اور زخم کا اثر گوشت تک پہنچا ہو تو اس کی قربانی صحیح نہیں ہے۔

قربانی کے لئے جانور خریدنے کے بعد اگر ایسا کوئی عیب پیدا ہوگیا‘ جس کی وجہ سے قربانی درست نہ ہو تو اس سے قربانی نہ کی جاوے‘ بلکہ اس کی جگہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے‘ البتہ صاحب قربانی اگر فقیر تھا تو اس کے لئے وہی کافی ہے۔

ذبح کی تیاری میں اگر کوئی عیب پیدا ہوگیا‘ ٹانگ ٹوٹی یا آنکھ خراب ہوگئی تو کوئی حرج نہیں‘ اس کی قربانی صحیح ہے۔

ذبح کرنے کے وقت صاحب قربانی کا موجود رہنا مستحب ہے اور خود ذبح کرسکتے تو خود کریں ورنہ قصائی کے ذریعہ ذبح کریں: بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر کہنے کی تلقین کرے‘ تاکہ غلطی نہ کرے۔

ذبح کرنے کے وقت اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے ورنہ کوئی دعا ضروری نہیں‘ دل سے نیت کافی ہے۔

دعا اگر پڑھنا چاہیں تو یہ ہے:

"انی وجھت وجھی للذی
فطر السمٰوت والارض حنیفاً وما
انا من المشرکین ان صلوتی
ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب
العلمین لا شریک لہ وبذلک
امرت وانا من المسلمین اللّٰھم

منک ولک۔"

پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کردے اور ذبح کرنے کے بعد اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے:

"اللّٰھم تقبلہ منی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراھیم علیھما الصلوٰۃ والسلام۔"

دعا اگر یاد نہ ہو تو ضروری نہیں کہ یاد کرے پھر ذبح کرے۔

قربانی کی ایام اور اوقات:

شہروں میں جہاں نماز عید ہوتی ہو وہاں پر نماز عید سے قبل قربانی کے جانور کا ذبح کرنا درست نہیں' البتہ گاؤں جہاں پر عید کی نماز نہیں ہوتی فجر کے بعد ذبح کرسکتے ہیں۔

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح سے بارھویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ایام نحر قربانی کے دن ہیں' اس کے آگے اور پیچھے قربانی صحیح نہیں۔

قربانی کے ایام میں قربانی کرنے کی جگہ پر رقم صدقہ کردینا' حج کرنا یا کسی کو امداد کردینا یا پورا جانور صدقہ کرنا کچھ بھی درست نہیں' اس سے قربانی ادا نہ ہوگی۔

کسی غفلت سے اگر قربانی کے ایام میں قربانی نہیں کرسکے تو بعد میں ایک قربانی کی رقم صدقہ کردینا واجب ہے۔

اگر قربانی کے ایام میں جانور خریدنے کے باوجود کسی عذر شدید کی بنا پر قربانی نہیں کرسکے تو اس جانور کو صدقہ کردے' اب اس کو ذبح کرکے کھانا درست نہیں۔

قربانی کے دنوں میں جانور کو ذبح کرنے سے قبل اگر صاحب قربانی کا انتقال ہوگیا تو قربانی ساقط ہوگئی' بشرطیکہ آدمی غنی ہو فقیر نہ ہو' البتہ ورثاء اگر میت کی جانب سے قربانی کردیں تو بہتر ہے۔

قربانی کے ایام میں رات کو ذبح کرنا بھی درست ہے' البتہ مکروہ ہے' بہتر نہیں۔

قربانی کے ایام میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔ اس کے بدلہ میں رقم صدقہ کردینا' حج کرنا' کرانا' کسی غریب کو امداد کردینا کافی نہیں۔ ان چیزوں کو کرنے کے باوجود صاحب نصاب قربانی نہ کرنے کا گناہ گار ہوگا۔

قربانی کا گوشت:

قربانی اگر نذر اور وصیت کی ہو تو اس کا گوشت فقراء و مساکین میں صدقہ کردینا ضروری ہے۔

صاحب قربانی یا اس کے اصول و فروع اور غنی اس کا گوشت نہیں کھا سکتے' اس کے علاوہ ہر قسم کی قربانی کا گوشت خود صاحب قربانی اور تمام رشتہ دار کھا سکتے ہیں' فقیر و غنی سب کھا سکتے ہیں۔

ایک تہائی گوشت کا فقراء و مساکین میں تقسیم کردینا اور ایک تہائی عزیز و اقارب کو دینا اور ایک تہائی اپنے بال بچوں کے لئے رکھنا مستحب ہے۔

قربانی کے جانور خریدنے کے بعد اس کا دودھ نکالنا' بال کاٹنا یا اس سے کوئی فائدہ حاصل کرنا مکروہ ہے۔ جتنا فائدہ حاصل کیا ہو' اتنی مقدار رقم صدقہ کردینا ضروری ہے' نکالا ہوا دودھ اور کاٹے ہوئے بال اگر موجود ہوں تو اسے صدقہ کردینا چاہئے۔

کھانے کی چیز کے علاوہ کسی دوسری چیز کے بدلے میں قربانی کا گوشت دینا یا فروخت کرنا یا قصائی اور ملازم کو اجرت میں دینا جائز نہیں' اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو اس کی مقدار پیسے صدقہ کردے۔

قربانی کی کھال خود صاحب قربانی اپنے استعمال میں لا سکتا ہے' یا کسی دوست کو استعمال کے لئے ہبہ کرسکتا ہے۔ خود فروخت کرکے پیسے استعمال نہیں کرسکتا' نہ ہی فروخت کرکے پیسے لے کر کسی غنی کو دے سکتا ہے۔

کسی ملازم کی تنخواہ کے عوض میں خواہ نجی ملازم ہو یا اوقات کا ملازم ہو' امام و موذن یا خادم ہو ان میں سے کسی کو قربانی کی کھال نہیں دے سکتے' مگر یہ کہ مستحق زکوٰۃ ہو۔

قربانی کی کھال یا اس کی رقم کسی ایسی جماعت یا انجمن وغیرہ کو دینا درست نہیں جو کہ اس کی رقم مستحقین میں صرف نہیں کرے گی' بلکہ جماعتی اور ادارے کی پروگرام مثلاً کتابوں اور رسائل کی طباعت' یا ہسپتال شفاخانے کی تعمیر' کارکنوں اور ورکروں کی تنخواہ میں صرف کرے گی' کیونکہ کھالوں کی رقم مستحقین کے ملک میں دینا ضروری ہے۔ البتہ ایسے ادارے اور انجمن کو دینا درست ہے کہ وہ واقعی مستحقین زکوٰۃ و صدقات پر رقم خرچ کرے گی۔

کھالوں اور ان کی رقم کے بارے میں لوگ عام طور پر بے احتیاطی کرتے ہیں اور بھاری رقم خرچ کرکے جو قربانی کرتے ہیں اسے خراب کردیتے ہیں۔ اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

ایام تشریق ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہ تاریخ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بالغ مرد اور عورت پر تکبیر تشریق معمولی اونچی آواز سے ادا کرنا واجب ہے۔ تکبیر تشریق یہ ہے:

"اللّٰہ اکبر' اللّٰہ اکبر' لا الٰہ الا اللّٰہ' واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔"

☆☆..........☆☆

چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(وفات: ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء)

(آخری قسط)

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

✿...... غازی سلطان محمود صاحب (شیخوپورہ) اپنے علاقے کے مشہور کارکن تھے۔ انہوں نے قریباً ہر ملکی اور مذہبی تحریک میں حصہ لیا اور عمر کا بیشتر حصہ جیلوں میں گزار دیا۔ اس وقت ان کی عمر اسی سے تجاوز کر چکی تھی کہ انہوں نے خواب سنایا۔

فرماتے ہیں: ایک زمانہ ہوا، میں نے ایک رات طویل خواب دیکھا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ اجمالاً وہ خواب یوں تھا جیسے ایک وسیع جگہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ چہرۂ اقدس قبلے کی طرف ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے اس زمانے کے کئی سو علماء کھڑے ہیں۔ پہلی صف کے درمیان سے حضرت مدنی ؒ نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر دو زانو بیٹھ جاتے ہیں۔ باقی سب علماء اپنی اپنی جگہ باادب کھڑے ہیں اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ، حضور ﷺ سے کچھ باتیں کر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے پائے مبارک کی طرف ایک صاحب فوجی وردی پہنے لیٹ کر حضور ﷺ کے تلوے زبان سے چاٹ رہے ہیں اور حضور ﷺ نے دوسرا پاؤں اس شخص کے سر پر رکھا ہوا ہے۔ وہ ایک کیف و مستی کے عالم میں حضور ﷺ کے قدم مبارک چاٹ رہا ہے اور حضور ﷺ مسکرا دیتے ہیں۔ میں غور سے دیکھتا ہوں تاکہ پہچانوں کہ یہ خوش قسمت کون ہے؟ تو چہرہ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ حضرت شاہ صاحب ؒ ہیں۔

مختصر یہ کہ غازی صاحب کہتے ہیں: صبح میں نے یہ خواب من وعن لکھ کر شاہ جی ؒ کو امرتسر بھیج دیا اور میں خواب کے اس کیف و سرور میں کھویا کھویا ہوا تھا کہ شاہ جی ؒ کا خواب میں جو منظر دیکھا تھا۔ اس کو یوں لکھا گیا کہ: ''آنحضور ﷺ کا ایک پاؤں آپ کے سر پر تھا اور دوسرا پاؤں آپ کتے کی طرح چاٹ رہے تھے۔'' کافی دن گزر گئے تو ایک جلسے میں تقریر کے بعد شاہ جی ؒ سے ملاقات ہوئی، کچھ اور لوگ بھی شاہ جی ؒ کے پاس بیٹھے تھے۔ جب مجھے دیکھا تو حسب دستور بڑی محبت سے ملے، پھر فرمایا: ''وہی خواب اب زبانی سناؤ!'' میں نے سنایا، تو جب آپ کے ذکر تک آیا تو میں نے کہا کہ: ''آپ حضور ﷺ کا پاؤں مبارک چاٹ رہے تھے۔'' میری طرف دیکھ کر پوچھا: ''کس طرح؟'' میں نے کہا: ''زبان سے!'' فرمایا: ''نہیں، جیسا خط میں لکھا تھا، ویسے بتاؤ۔'' تو معاً مجھے یاد آ گیا کہ خط میں تو میں نے تشبیہاً کسی اور طرح لکھا لیکن اب منہ پر مجھے شرم آتی تھی، لیکن شاہ جی ؒ نے باصرار مجھ سے کہلوایا کہ: ''آپ، حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کتے کی طرح چاٹ رہے تھے۔'' یہ سن کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور خود ہی فقرہ بار بار دہراتے رہے۔

(حدیث خواب، از امین گیلانی)

✿...... شنکیاری، ضلع ہزارہ میں تین روزہ جلسہ تھا۔ جلسے کے دوسرے دن کچھ علماء، کچھ طلباء میرے پاس جمع ہو کر آ گئے اور کہا کہ: ''آپ ایک عمر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کے ساتھ رہے ہیں۔ ہمیں ان کی خاص باتیں سنائیں۔''

ایک صاحب بولے: ''ان کی عظمت کا ایک واقعہ آپ ہم سے سن لیں تاکہ آپ کو یہ پتا چلے کہ ہم ان کے متعلق آپ سے باتیں کیوں سننا چاہتے ہیں؟''

تھوڑے دنوں سے یہاں گاؤں میں ایک اجنبی بزرگ خاموش چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسجد یا کوئی میدان ان کا ٹھکانا ہوتا ہے۔ کچھ پوچھیں تو جواب دو لفظی دیتے ہیں۔ ہمارے یہاں کے ایک بزرگ عالم نے انہیں دیکھا تو بتایا کہ صاحب کشف و کرامت ہیں اور آزاد کشمیر سے پیدل یہاں پہنچے ہیں۔

ایک دن اسی بزرگ کو ہم نے ایک جگہ تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا، تو ہم نے آزمانے کے لئے ایک طریقہ اختیار کیا۔ وہ یہ کہ چند پتھروں کے ٹکڑے لئے اور ہر پتھر پر کسی ایک بزرگ کا بغیر سیاہی کے انگلی کے ساتھ نام لکھ دیا، اور ایک پتھر پر مرزا غلام احمد قادیانی بھی لکھ دیا۔ پھر ہم وہ سب پتھر اس بزرگ کے پاس لے کر گئے اور خاموشی سے ان کے سامنے رکھ دیے۔ وہ ہمیں دیکھ کر مسکرائے، پھر ایک پتھر اٹھا کر نام پڑھا اور اس بزرگ کا مقام بیان کیا۔ حالانکہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ ہم نے اس پتھر پر اسی بزرگ کا نام لکھا ہے۔ پھر دوسرا، پھر تیسرا نام پڑھتے گئے، مقام بتاتے گئے، پھر ایک پتھر اٹھا کر دور پھینک کر کہا: ''اس مردود کو ان میں کیوں رکھا ہے؟'' پھر ایک پتھر اٹھایا اور کہا: ''سبحان اللہ! عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ ان کی بوعلی قلندر ؒ سے دوڑ ہوئی، آگے نکل گئے۔''

میں نے، مولانا اجمل خان لاہور والوں سے ذکر کیا، وہ بھی جلسے میں دوسرے روز تشریف لے آئے تھے۔ہم نے مختلف ساتھیوں کی ڈیوٹی لگادی کہ جہاں بھی وہ اس بزرگ کو دیکھیں ہمیں فوراً اطلاع دیں۔عین جب ویگن تیار تھی ہم واپسی کے لئے تیار ہونے والے تھے تو ایک طالب علم ہانپتا کانپتا آیا اور کہا: ''گیلانی صاحب! وہ بزرگ اس وقت اسکول کے گراؤنڈ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔''

مولانا محمد اجمل اور میں دونوں فوراً وہاں پہنچے، ہمیں دیکھ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے، میں نے عرض کیا: حضرت! صرف دعا کے لئے حاضر ہوئے ہیں، بس! انہوں نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کر دیئے۔دعا کے بعد میں نے عرض کیا: ''حضرت! اجازت دیں، کہیں ویگن والا ہمیں چھوڑ کر نہ چلا جائے'' فرمایا: ''نہیں جائے گا!'' پھر وہ بھی ہمارے ساتھ چل دیئے۔ پہنچے تو ویگن والا ہمارا منتظر تھا، ہمیں خود سوار کرایا۔پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ ویگن چل پڑی اور میں انہیں تاحد امکان دیکھتا رہا۔کیونکہ وہ ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔(سید محمد امین گیلانی)

✿......حضرت امیر شریعت ؒ ایک دفعہ کہیں جارہے تھے۔امرتسر ریلوے اسٹیشن پر پہنچے، دیکھا کہ ڈبے کے باہر ایک ہجوم کھڑا ہے۔ شاہ جی ؒ نے حقیقت حال معلوم کی تو مسافروں نے بتایا کہ ڈبہ اندر سے بند ہے۔اس میں چار انگریز فوجی بیٹھے ہوئے ہیں اور پورے ڈبے پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ کسی مسافر کو ڈبے میں داخل نہیں ہونے دیتے۔حضرت امیر شریعت ؒ کے ہاتھ میں ان دنوں موٹا ڈنڈا ہوتا تھا۔ڈنڈے کے زور سے دروازہ کھلوا اور اندر داخل ہوئے۔ڈنڈا زور زور سے گھمایا۔ یوں ظاہر کیا جیسے وہ ان گوروں پر چلانا چاہتے ہیں۔وہ چاروں ایک طرف سہم کر بیٹھ گئے۔امیر شریعت ؒ نے مسافروں کو اندر بلا کر بٹھا دیا۔خود دوسرے ڈبے میں جا کر بیٹھ گئے۔راستے میں جس اسٹیشن پر گاڑی رکتی، امیر شریعت ؒ ڈبے کے سامنے آتے اور فضا میں ڈنڈا لہراتے اور وہ انگریز سہم جاتے۔

امیر شریعت ؒ نے انبالہ تک جانا تھا۔فرماتے تھے کہ: ''انگلش میں نہ جانتا اور پنجابی اور اردو وہ نہ جانتے تھے۔لیکن قربان جاؤں ڈنڈے پر کہ اس نے بگڑا کام سنوار دیا۔''

✿......مئی ۱۹۲۳ء کو امیر شریعت ؒ شجاع آباد میں جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز ظہر کے بعد جلسے سے خطاب کے لئے اٹھے تو مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ سے فرمایا: ''قاضی جی! پان نہیں کھلاؤ گے؟'' حضرت قاضی صاحب ؒ نے حاجی نور محمد سے کہا: آپ جا کر پان لے آئیں۔ حاجی صاحب پان لینے کے لئے چلے ہی تھے کہ ایک آدمی نے کہا: ''میں شاہ صاحب کے لئے پان لے کر آیا ہوں۔'' اور پان حاجی صاحب کو دے دیا۔ جب امیر شریعت ؒ نے پان منہ میں رکھا تو ایک منٹ کے بعد ہی تھوک دیا اور کہا: ''قاضی جی! آپ نے تو مجھے مروادیا۔'' قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ نے شاہ صاحب ؒ کے منہ کے سامنے ہاتھ رکھا جو پان امیر شریعت ؒ نے قاضی صاحب ؒ کے ہاتھ پر اگلا تھا۔اس نے قاضی صاحب ؒ کے ہاتھ کو سیاہ کر دیا اور اتنا تیز زہر تھا کہ قاضی صاحب ؒ کا ہاتھ پھول گیا۔ جلسہ ختم کر دیا گیا۔ ڈاکٹر سے شاہ صاحب ؒ کا علاج شروع کروایا۔ زہر پیشاب و پاخانے میں خارج ہونا شروع ہوا اور تین بجے رات حضرت شاہ صاحب ؒ نے آنکھیں کھولیں۔ ڈاکٹر صاحب نے قاضی صاحب کو مبارک باد دی اور بتایا کہ اب شاہ جی کی حالت خطرے سے باہر ہے۔

✿......مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتانی اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ: میں حج کے لئے مکہ مکرمہ گیا۔ میری ملاقات ایک ولی اللہ مولانا خیر محمد صاحب سے ہوئی، جو بہاولپور میں رہتے تھے۔سارا دن اپنے ہاتھوں سے کام کرتے اور شام کو طالب علموں کو حدیث پڑھایا کرتے تھے۔ مولانا خیر محمد صاحب نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں، خلیل اللہ طواف کر رہے ہیں۔ کلیم اللہ طواف کر رہے ہیں، آدم، ذبیح اللہ، یعقوب، یوسف اور حضرت ایوب (علیہم الصلوٰۃ والسلام) موجود ہیں۔ انبیائے کرام کی جماعت طواف کر رہی ہے اور پیچھے پیچھے سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ چل رہے ہیں۔ مولانا خیر محمد صاحب فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: ''شاہ جی! یہ مرتبہ کیسے ملا کہ انبیائے کرام کے ساتھ بیت اللہ کا طواف؟'' تو شاہ جی ؒ فرمانے لگے: ''بس اللہ تعالیٰ نے یوں کرم فرمادی کہ عطاء اللہ شاہ! تم نے میرے محبوب (ﷺ) کی ختم نبوت کے لئے زندگی جیل میں کاٹ دی، مصیبتوں اور دکھوں میں گزار دی، آجا! نبیوں کے ساتھ طواف کرتا رہ۔''

✿......استاذی المکرم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی ؒ حج کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔آپ کا ارادہ تھا کہ اب واپس پاکستان نہیں جاؤں گا۔ مدینہ طیبہ قیام کے دوران آقائے نامدار ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''یہاں دین کا کام خوب ہو رہا ہے۔ پاکستان میں آپ کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں جا کر میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ ختم نبوت کے محاذ پر تمہارے کام سے میں گنبد خضراء میں خوش ہوں۔ ڈٹے رہو، اس کام کو خوب کرو۔ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔''

حضرت درخواستی ؒ حج سے واپسی پر

سیدھے ملتان آئے۔ شاہ جی ؒ چارپائی پر تھے۔ خواب سنایا۔ شاہ جی ؒ تڑپ کے نیچے گر گئے۔ کافی دیر بعد ہوش آیا۔ بار بار پوچھتے: ''درخواستی صاحب! میرے آقا و مولی نے میرا نام بھی لیا تھا؟'' حضرت درخواستی کے اثبات میں جواب دینے پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

✿...... حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ؒ فرمایا کرتے تھے کہ: وفات کے بعد خواب میں مجھے حضرت بخاری صاحب ؒ کی زیارت ہوئی۔ میں نے پوچھا: ''شاہ صاحب! فرمائیے قبر کا معاملہ کیسا رہا؟'' شاہ صاحب ؒ نے فرمایا کہ: ''بھائی! یہ منزل بہت ہی مشکل ہے، آقائے نامدار ﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے معافی مل گئی۔''

✿...... حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا کہ: حضرت مولانا رسول خان ؒ جو پاکستان کے بہت بڑے محدث اور استاذ الکل ہیں، نے فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ کرام ؓ میں تشریف فرما ہیں۔ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں (ایک طشت میں آسمانوں سے) ایک دستار مبارک لائی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے جناب صدیق اکبر ؓ کو حکم دیا کہ: ''اٹھو! اور میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کے سر پر باندھ دو۔ میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لئے بہت سارا کام کیا ہے۔''

(تقاریر مجاہد ملت ؒ ص ۷)

✿...... مولانا محمد علی فرمایا کرتے تھے کہ: آپ ﷺ نے خود یا اور کسی صحابی کو کیوں حکم نہ دیا کہ بخاری صاحب کے سر پر دستار باندھ دو۔ بلکہ ابوبکر صدیق ؓ کو حکم دیا۔ اس طرف اشارہ کرنا مقصود تھا کہ سب سے پہلے ختم نبوت کا تحفظ مسیلمہ کذاب کے زمانے میں صدیق اکبر ؓ نے کیا تھا۔ اب پاکستان میں مسیلمہ پنجاب کا مقابلہ و ختم نبوت کا تحفظ بخاری صاحب نے کیا۔ گویا ختم نبوت کا ایک محافظ، دوسرے ختم نبوت کے محافظ کو دستار بندی کرا دے۔

✿...... ایک بار آپ نے وجد میں فرمایا کہ: اگر میری قبر پر کان لگا کر سننے کی قدرت تمہیں طاقت بخشے تو سن لینا کہ میری قبر کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہو گا کہ ''مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔''

✿...... ادھر تحریک کی اندوہناک پسپائی سے لوگوں میں مایوسی کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ کئی لوگ ان شہداء کے متعلق جو اس تحریک ناموس ختم نبوت پر قربان ہو چکے تھے، یہ سوال کرتے کہ: ''ان کے خون کا ذمہ دار کون ہے؟'' شاہ جی ؒ نے لاہور کے ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے جواب دیا کہ: ''جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں تہاں شہید ہوئے، ان کے خون کا جواب دہ میں ہوں، وہ عشق رسالت میں مارے گئے، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں جذبۂ شہادت میں نے پھونکا تھا۔ جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے اور ہمارے ساتھ رہ کر اب کنی کترا رہے ہیں، ان سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی ان کے خون کا ذمہ دار ہوں گا۔ وہ عشق نبوت میں اسلامی سلطنت کے ہلاکو خان کی بھینٹ چڑھ گئے۔ لیکن ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی سات سو حافظ قرآن اسی مسئلے کی خاطر شہید کرا دیے۔''

✿...... شاہ جی ؒ تحریک کی پسپائی سے غایت درجہ ملول تھے۔ ان کا دل بجھ چکا تھا۔ فرماتے: ''غلام احمد کی جھوٹی نبوت کے لئے تحفظ ہے۔ لیکن محمد ﷺ کی ختم نبوت کے لئے تحفظ نہیں۔'' عموماً اشک بار ہو جاتے، اسی زمانے میں ایک دن تقریر کرنے کے لئے اٹھے تو عمر بھر کی روایت کے برعکس نہ خطبہ مسنونہ پڑھا، نہ زیر لب ورد کیا۔ فرمایا: ''مسٹر پریذیڈنٹ! لیڈیز اینڈ جنٹلمین!''

لوگوں نے قہقہہ لگایا اور ششدر رہ گئے۔ ''شاہ جی! یہ کیا؟'' فرمایا: ''ایک سیکولر اسٹیٹ کے شہریوں سے مخاطب ہوں۔'' (تحریک ختم نبوت ص ۱۴۳)

✿...... ترکی میں ایک عالم دین نے خواب دیکھا کہ: آقائے نامدار ﷺ بمع صحابہ کرام ؓ کے گھوڑوں پر سوار سفر پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ: ''آقا! کہاں کا ارادہ ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''میرا بیٹا عطاء اللہ شاہ بخاری پاکستان سے آ رہا ہے، اسے لینے جا رہے ہیں۔'' ترکی کے یہ عالم دین، سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کو نہ جانتے تھے۔ پاکستان میں وہ صرف مولانا محمد اکرم سلطان فونڈری لاہور کو جانتے تھے۔ ان کو خط لکھا کہ: ''فلاں رات خواب میں اس طرح دیکھا، آپ فرمائیں تو یہ عطاء اللہ بخاری کون ہیں؟ اور اس رات کیا واقعہ پیش آیا؟'' خط پڑھا تو معلوم ہوا کہ خواب کی وہی رات تھی جس رات سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کا وصال ہوا۔ ☆☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

فون: 32545573

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

مفتی خالد محمود

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اس پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات اور دو سو احادیث سے ثابت ہے، امت کا سب سے پہلا اجماع بھی اسی پر منعقد ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی دور میں مشکوک اور مشتبہ نہیں رہا اور نہ ہی کبھی اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی بلکہ ہر دور میں متفقہ طور پر اس پر ایمان لانا ضروری سمجھا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان درحقیقت اس اُمت پر ایک احسان عظیم ہے اس عقیدہ نے اس اُمت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے، آپ پوری دنیا میں کہیں چلے جائیں اور آپ ہر دور اور ہر عہد کی تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو نظر آئے گا کہ خواہ کسی قوم، کسی زبان، کسی علاقہ اور کسی عہد کا باشندہ ہو، اگر وہ مسلمان ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا ایمان ہے تو ان کے عقائد، ان کی عبادات، ان کے دین کے ارکان، ان کے طریقہ میں آپ کو یکسانیت اور وحدت نظر آئے گی جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پانچ نمازیں فرض تھیں، اسی طرح آج بھی پانچ نمازیں فرض ہیں، ان کے جو اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے، وہی آج بھی ہیں جو اوقات سعودی عرب میں ہیں وہی اوقات امریکہ اور یورپ اور ایشیائی ممالک میں ہیں اسی طرح روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام بھی سب کے لئے یکساں ہیں یہ سب نتیجہ ہے ختم نبوت کا اتمام نبوت کا، اکمال شریعت کا۔

اسی لئے علامہ اقبالؒ نے یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی۔

"دین و شریعت تو قائم ہیں کتاب و سنت سے، دین و شریعت کی بقا اور دین و شریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب و سنت سے، جب تک کتاب و سنت ہے، دین باقی ہے، دین و شریعت باقی ہے، لیکن اُمت کی بقا ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔"

خود قرآن کریم نے اس عقیدۂ ختم نبوت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔" (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل فرمائی جس میں تکمیل دین کا اعلان کیا:

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنا احسان پورا کردیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔" (المائدۃ)

اس کے علاوہ قرآن کریم کی سو سے زائد آیات سے عقیدۂ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور پر اعلان فرمایا:

"میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(ابوداؤد، ترمذی)

علماء کرام نے ان تمام احادیث کو جمع کردیا ہے جن سے عقیدہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ اس عقیدہ پر امت کا اجماع چلا آرہا ہے بلکہ امت میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اس ناسور کو کاٹ کر جسد امت سے علیحدہ نہیں کردیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور حیات میں تین افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کیا طرز عمل اختیار کیا یہ پوری امت کے لئے مشعل راہ ہے اور امت کے لئے ایک راہنما درس ہے کہ ایسے موقع پر امت کو کیا کرنا چاہیے اور یہ بھی سب کچھ مشیت ایزدی سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بتانا چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور زبانی ہدایات کے ساتھ عمل طور پر بھی راہنمائی ہوجائے۔ تین افراد نے نبوت کا دعویٰ

کیا (۱) اسود عنسی (۲) طلیحہ اسدی (۳) مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی یمن کے علاقے صنعا کا رہنے والا تھا عنس قبیلہ کا سردار تھا اس لئے عنسی کہا جاتا ہے، حدیث میں اس کو صاحب صنعاء کہا گیا ہے اس کا نام عبہلہ تھا چونکہ بہت کالا تھا اس لئے اسود نام پڑ گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن کے گورنر کو قتل کر کے پورے یمن پر قبضہ کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو اس کے خاتمہ کے لئے بھیجا اور حضرت فیروز نے اسود عنسی کے گھر میں نقب لگا کر اس کا خاتمہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یہ بات بتاتے ہوئے فرمایا: فاز فیروز (فیروز کامیاب ہوگیا) اس طرح ایک جھوٹے نبی کے خاتمہ پر بارگاہ رسالت سے حضرت فیروز رضی اللہ عنہ نے کامیابی کی سند حاصل کی۔

طلیحہ بن خویلد جو قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتا تھا، نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کئی افراد اکٹھے کرلئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معروف صحابی کمانڈر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا، انہوں نے اس کا محاصرہ کرتے ہوئے اس پر حملہ کیا اگرچہ طلیحہ قابو میں نہیں آیا، بھاگ گیا مگر باقی لوگوں کے ساتھ جنگ ہوئی اور مسلمان کامیاب و کامران واپس لوٹے۔ ابھی حضرت ضرارؓ راستہ میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔

تیسرا مدعی نبوت مسیلمہ تھا جو یمامہ کے مضبوط قبیلہ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ نبوت میں شراکت کا دعویٰ کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا: ''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبوت میں مجھے شریک کردیا ہے اس لئے آدھی زمین میری، آدھی آپ کی مگر قریش زیادتی کرتے ہیں۔''

(دلائل النبوۃ ج۵ ص۳۳۱)

اس کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا:

''محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام!

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اما بعد!

زمین اللہ کی ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنادیتا ہے۔'' (دلائل النبوۃ و ترجمان السنۃ)

اس دن سے مسیلمہ کا نام کذاب پڑ گیا اور اس کے نام کا حصہ بن گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی تقسیم کے بارے میں جواب دیا کہ یہ اللہ کی ہے اللہ جس کو چاہتے ہیں اس کا وارث بناتے ہیں اور نبوت میں شراکت اور اپنے آپ کو رسول اللہ لکھنے کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ بات کہنے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے اور یہ بات اس قابل ہے کہ اس کی طرف دھیان ہی نہ دیا جائے۔ البتہ اس کے قاصدوں کو کہا کہ اگر قاصد کا قتل کرنا جائز ہوتا تو تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔

یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور عملی نمونہ کہ ایک لمحے کے لئے بھی جھوٹی نبوت برداشت نہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس کا دعویٰ ناقابل برداشت ہے۔

صحابہ کرام کا طرز عمل:

اسود عنسی اور طلیحہ اسدی کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی اور اس کے خاتمے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جن کے سامنے آپ کا اسوۂ حسنہ موجود تھا) نے مسیلمہ کذاب کے فتنے کے خاتمے کے لئے ایک لشکر بھیجا جس میں بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، اور تمام صحابہ نے اس لشکر کشی پر اتفاق کیا، یوں سب سے پہلا اجماع اور سب سے قوی اور مضبوط اجماع منکرین ختم نبوت کے خلاف منعقد ہوا۔ اس جنگ میں سب سے پہلے عکرمہ رضی اللہ عنہ، پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی کمان کی۔ مسیلمہ کذاب اپنے بیس ہزار لشکریوں سمیت حدیقۃ الموت میں جہنم رسید ہوا۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف ختم نبوت کے تحفظ کے اس پہلے معرکہ میں بارہ سو (۱۲۰۰) صحابہ کرامؓ و تابعینؒ شہید ہوئے جن میں سات سو (۷۰۰) قرآن مجید کے حافظ و عالم اور ستر بدری صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لڑی جانے والی تمام جنگوں میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی تعداد ۲۵۹ ہے۔

مسیلمہ کذاب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا جس پر انہوں نے کہا کہ حالت کفر میں میرے ہاتھوں ایک بڑے مسلمان شہید ہوئے تھے آج ایک بڑے کافر کو قتل کر کے میں نے اس کا مداوا کردیا۔

یہ تو خلیفہ اول اور صحابہ کرام کا اجتماعی طرز عمل تھا انفرادی طور پر صحابہ نے کیا طرز عمل اختیار کیا درج ذیل دو واقعات سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

۱)......یمن میں حضرت ابو مسلم خولانی جن کا نام عبداللہ بن ثوب تھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسلام لاچکے تھے مگر ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے، اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، ابو مسلم خولانی کو بھی بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، انہوں نے انکار کردیا، انکار پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور اس میں انہیں ڈال دیا وہ بلا تردد و خوف کے آگ میں کود گئے اللہ تعالیٰ نے

آگ کو ان کے لئے بے اثر کردیا اور وہ آگ سے صحیح سلامت نکل آئے، یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے ساتھیوں پر ہیبت طاری ہوگئی اور ان کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ مزید ان کے خلاف انتقامی کارروائی کریں، مگر ان کو اپنی خود ساختہ جھوٹی نبوت زمین بوس ہوتی محسوس ہوئی اس لئے انہیں یمن سے جلاوطن کردیا وہ سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔

جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے خلیفہ مقرر ہو چکے ہیں۔ وہ مدینہ منورہ میں اجنبی تھے، مسجد نبوی میں ایک ستون کے پیچھے نماز میں مشغول ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے ایک اجنبی مسافر کو دیکھا، نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کون ہو، کہاں سے آئے؟ انہوں نے کہا یمن سے۔ یمن کے واقعہ کی اطلاع مدینہ منورہ پہنچ چکی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے اشتیاق سے پوچھا: اللہ کے دشمن اسود عنسی نے ہمارے دوست کو آگ میں ڈالا تھا آگ نے ان پر اثر نہیں کیا تم انہیں جانتے ہو؟ حضرت ابومسلم خولانیؒ نے کہا ہاں ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی نے کام کیا، فوراً پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ آپ ہی تو نہیں؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں فوراً خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور ابومسلم خولانی کو اپنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم کے درمیان بٹھا کر فرمایا، اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا‘‘۔ (حلیۃ الاولیاء ص ۱۲۹، ج ۲ [illegible] ص ۳۴۱، ج ۴)

۲)......اسی طرح حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب نے بلاکر پوچھا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں انہوں نے فرمایا، ہاں! اس نے پھر پوچھا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس پر انہوں نے عجیب جواب دیا کہ ’’تم جو کچھ کہہ رہے ہو میرے کان اس سے بہرے ہیں‘‘ یعنی گواہی تو بہت دور کی بات، میرے کان یہ بات سننے کے لئے ہی تیار نہیں اور نہ ہی سننا چاہتا ہوں، مسیلمہ نے بار بار یہ سوال کیا مگر انکا یہی جواب تھا۔ مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا اور اپنا سوال دہراتا رہا، مگر حضرت حبیب بن زید بھی ثابت قدم رہے یہاں تک کہ ان کو شہید کردیا۔

صحابہ کرامؓ نے اپنے طرز عمل سے امت پر یہ ثابت کردیا کہ وہ آگ میں کود سکتے ہیں، اپنا ایک ایک عضو کٹوا سکتے ہیں، جان دے سکتے ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ اور صحابہ کرام کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے نمونہ اور اسوہ بنایا، اس کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا اور جب کبھی کسی شوریدہ سر نے نبوت کا دعویٰ کیا امت نے نہ صرف یہ کہ اس کا مقابلہ کیا بلکہ جب تک اس کا قلع قمع نہیں کردیا، چین اور سکون کا سانس نہیں لیا، پوری تاریخ اسلامی میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا کہ کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور امت نے اسے خاموشی سے برداشت کرلیا ہو۔

اسی عمل کا تسلسل ہے کہ جب متحدہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے پیروکاروں کی ایک جماعت بنائی تو اسوۂ نبوی اور صحابہ کرام کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے علماء حق اس جھوٹی نبوت کے خاتمے کے لئے میدان عمل میں آئے اور اس کا ہر سطح پر مقابلہ کیا، اس وقت کی حکومت برطانیہ کی چونکہ مکمل سرپرستی مرزا غلام احمد کو حاصل تھی اس لئے اس فتنہ کا خاتمہ اس طرح تو نہیں کیا جاسکا جس طرح دور نبوی اور دور صحابہ میں ہوا مگر اس فتنے کے مقابلہ اور اسکو ختم کرنے کے لئے کوئی سستی اور غفلت نہیں برتی گئی بلکہ تحریری، تقریری، مناظرہ، مباہلہ غرضیکہ ہر سطح پر اس کا مقابلہ کیا۔

ان تمام فتنوں میں جو امت کی تاریخ میں رونما ہوئے فتنہ قادیانیت سرفہرست ہے، ظہور اسلام سے لے کر اس وقت تک کوئی فتنہ اسلام کی تاریخ میں اتنا نازک اور ابتلاء کا نہیں رہا، جتنا قادیانیت ہے، اس کا خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ ایک مستقل دین اور متوازی امت کی تشکیل کرتا ہے بعض لوگ اسے بھی دیگر فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ سمجھ کر اس فتنہ کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید ان کی نظر سے قادیانی لٹریچر نہیں گزرا اور نہ وہ کبھی اس سوچ کے حامل

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 1 ,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

نہ ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت ایک متوازی اُمت اور ایک مستقل دین کی داعی ہے یہاں نبی کے مقابلے میں نبی کو کھڑا کیا گیا بلکہ اسے دوسرے انبیاء سے حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دیا، شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں مقامات مقدسہ، کتاب کے مقابلہ میں کتاب، افراد کے مقابلہ میں افراد ہر چیز کا بدل انہوں نے مہیا کیا، چنانچہ نبی کے مقابلہ میں نبی اور جھوٹے نبی کے ماننے والوں کو صحابہ کا درجہ دیا گیا، اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہا گیا، مکہ اور مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو ارض حرم اور مکۃ المسیح قرار دیا، حج کے مقابلہ میں قادیان حاضری کو حج سے زیادہ ثواب قرار دیا، قرآن کریم کے مقابلہ میں ”تذکرہ“ نامی کتاب کو پیش کیا غرضیکہ ایک ایک چیز میں اختلاف کیا اور صرف اختلاف نہیں بلکہ مقابلہ کیا اور خود اس کا انہوں نے اعتراف کیا چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

”حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔“

”یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“ (خطبہ جمعہ، الفضل)

اس طرح کی بے شمار تحریریں پیش کی جاسکتی ہیں کہ یہ صرف ایک فرقہ نہیں بلکہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کے متوازی ایک علیحدہ دین ہے، جس کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی انہیں اسلام کا نام استعمال کرنے کا حق ہے اور نہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں لیکن ان کی ہٹ دھرمی ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ اسلام اور مسلمانان اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں اس لئے ہمیشہ امت محمدیہ نے یہ مطالبہ کیا کہ انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی جس میں یہی بنیادی مطالبہ تھا مگر اسے قوت وطاقت کے بل بوتے پر کچل دیا گیا اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کی۔

۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر تحریک چلی جس میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کا بیک آواز ایک ہی مطالبہ تھا کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس مطالبہ نے زور پکڑا، پرامن تحریک چلی، پوری قوم اس مسئلہ پر متفق تھی چنانچہ یہ تحریک ۷؍ستمبر کے تاریخ ساز آئینی فیصلہ پر منتج ہوئی۔ تحریک کی تفصیلات تو بہت ہیں مگر اختصار کے ساتھ واقعات کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

”۱۔ ۲۲؍مئی کو طلبا کے وفد کی ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں سے تو تکار ہوئی۔

۲۔ ۲۹؍مئی کو بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے طلبا پر قاتلانہ سفاکانہ حملہ کیا۔

۳۔ ۳۰؍مئی کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

۴۔ ۳۱؍مئی کو سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹربیونل کا قیام عمل میں آیا۔

۵۔ ۳؍جون کو مجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

۶۔ ۹؍جون کو مجلس عمل لاہور کے اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کو مجلس عمل کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

۷۔ ۱۳؍جون کو وزیراعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

۸۔ ۱۴؍جون کو ملک گیر ایسی مکمل ہڑتال ہوئی جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

۹۔ ۱۶؍جون کو مجلس عمل کا لائل پور میں اجلاس ہوا جس میں حضرت بنوری کو امیر اور مولانا محمود احمد رضوی کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

۱۰۔ ۳۰؍جون کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیا گیا۔

۱۱۔ ۲۴؍جولائی کو وزیراعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا، ہمیں منظور ہوگا۔

۱۲۔ ۳؍اگست کو صمدانی ٹربیونل نے تحقیقات مکمل کرلیں۔

۱۳۔ ۵؍اگست سے ۲۳؍اگست تک وقفوں سے مکمل گیارہ روز میں ۴۱ گھنٹے اور پچاس منٹ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں اپنا بیان اور شہادت ریکارڈ

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

کرائی اوران پر جرح کی گئی۔

۱۴۔ ۲۰؍ اگست کو صمدانی ٹریبونل نے اپنی رپورٹ سانحہ ربوہ سے متعلق وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

۱۵۔ ۲۳؍ اگست کو رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

۱۶۔ ۲۴؍ اگست کو وزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے ۷؍ ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

۱۷۔ ۲۷، ۲۸؍ اگست کو لاہوری گروپ پر قومی اسمبلی میں ۸ گھنٹے ۲۰ منٹ تک جرح ہوئی۔

۱۸۔ یکم ستمبر کو لاہور شاہی مسجد میں ملک گیر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

۱۹۔ ۵، ۶؍ ستمبر کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

۲۰۔ ۶؍ ستمبر کو مجلس عمل کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس، وزیر اعظم سے ملاقات (اور فیصلہ)۔

۲۱۔ ۷؍ ستمبر ڈھائی بجے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں کمیٹی کی سفارشات کو حتمی شکل دی گئی۔ قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی نے ۲۸؍ اجلاس کئے جن میں مجموعی طور پر ۹۸ گھنٹے غور وخوض کیا گیا۔

۲۲۔ ۷؍ ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں وہ تاریخی بل پیش کیا اور پانچ بجکر باون منٹ پر اسپیکر قومی اسمبلی نے تمام اراکین کی متفقہ رائے سے ترمیم پاس ہونے کا اعلان کیا۔

۲۳۔ اسی روز (۷؍ ستمبر کو) ایوان بالا سینٹ کا اجلاس ہوا جس میں قومی اسمبلی سے منظور شدہ بل پیش کیا گیا اور ۸ بجکر چار منٹ پر ایوان بالا نے بھی متفقہ طور پر یہ بل منظور کرنے کا اعلان کیا۔ مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا۔

۲۴۔ ۷؍ ستمبر کو قومی اسمبلی نے فیصلہ کا اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ غیر مسلم ہیں۔ اور اس شق کو باقاعدہ آئین کا حصہ بنادیا گیا۔

قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد وعدہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلہ میں باقاعدہ قانون سازی کی جائے گی تاکہ قادیانی اپنے لئے اسلام اور مسلمان کا لفظ اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کرسکیں، مگر اس سلسلہ میں ٹال مٹول سے کام لیا گیا اور قانون سازی نہ کی جاسکی تاآنکہ ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ کی سربراہی میں تحریک کو منظم کیا گیا جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور ہوا جس کی رو سے قادیانیوں کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہنا یا کہلوانا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار دینا، اذان دینا، کلمہ طیبہ کا بیج لگانا، مرزا غلام احمد کو نبی کہنا، اس کے ساتھیوں کو صحابی اور اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین کہنا وغیرہ الفاظ کا استعمال قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا۔

ستمبر کا مہینہ ہمیں اس واقعہ اور اس جدوجہد کی یاددلاتا ہے اور ہمیں آمادہ کرتا ہے کہ ہم بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

☆☆..........☆☆

تکبیرات تشریق

نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک کو ہر نماز پنج گانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو، ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے، اگر زیادہ کہے تو افضل ہے، اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، جو یہ ہے:

”اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔“

عید کی سنتیں

حجامت بنوانا، غسل کرنا، اچھے سے اچھا لباس جو میسر ہو پہننا، سرمہ لگانا، میسر ہو تو خوشبو لگانا، اس عید میں نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا بلکہ افضل یہ ہے کہ واپس آکر قربانی کرے، اس کا گوشت کھائے، اس عید میں عیدگاہ جاتے ہوئے بآواز بلند یہ تکبیر پڑھے: ”اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔“ عیدگاہ میں وقت سے پہلے جانا اور شروع صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرنا عیدگاہ سے واپسی پر جس راستے سے گیا تھا دوسرے راستے سے واپس آنا۔

نماز عید کی نیت

دو رکعت نماز عید الاضحیٰ مع چھ تکبیرات واجب کے بندگی اللہ تعالیٰ کی منہ قبلہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے، پہلی رکعت ثناء کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہیں گے، مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں پہلی دو بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں اور حسب معمول امام صاحب کے ساتھ رکعت پوری کریں، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین بار تکبیرات کہیں گے، حسب سابق اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔

خطبہ

نماز عید کے بعد خطبہ ہوگا جس کا سننا واجب ہے، کچھ لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے عیدگاہ سے چلے جاتے ہیں۔ خواہ خطیب کی آواز آئے یا نہ آئے خطبہ ختم ہونے تک اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

مولانا قاضی احسان احمد

پاکستان فتنوں کی آماجگاہ ہے، آئے روز کوئی نیا فتنہ رونما ہوکر اہل علم ودانش کو اضطراب اور پریشانی کا شکار کردیتا ہے۔

ملک عزیز اس وقت جن نازک حالات سے گزر رہا ہے، اعتقادی، اقتصادی لحاظ سے تہی دست ہے، ملک وملت ناسازگار حالات سے دوچار ہیں، ان حالات میں ذہنی، فکری، ہم آہنگی وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ یکسوئی، اطمینان خاطر کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی کرسکیں۔

چودھویں صدی میں ایک اور تاریک دور کا آغاز ہوا جس میں فتنہ قادیانیت اور مرزائیت نے سر اٹھایا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بدنما شکل میں یہ فتنہ ابھرا اس فتنہ قادیانیت کے دو پہلو زیادہ غور طلب ہیں:

(۱) اعتقادی اور دینی پہلو، (۲) سیاسی پہلو۔

آیئے قادیانیت کے اعتقادی اور دینی پہلو کا جائزہ لیتے ہیں:

☆...... قادیانیت روئے زمین پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت کا نام ہے۔

☆...... قادیانیت، اسلام کے خلاف ایک متوازی نیا دین ہے۔

☆...... قادیانیت، قرآن کریم کے مقابلہ میں نئی وحی ہے۔

☆...... شعائر اسلام کے مقابلہ میں قادیانی شعائر۔

☆...... امت محمدیہ کے مقابلہ میں ایک نئی قادیانی امت۔

☆...... مسلمانوں کے مقام مقدسہ مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں مکۃ المسیح۔

☆...... مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینۃ المسیح۔

☆...... نزول مسیح کی علامت کو پورا کرنے کے لئے منارۃ المسیح کی تعمیر۔

☆...... مسلمانوں کے حج کے مقابلہ میں قادیان کی سیر ظلی حج۔

☆...... اسلامی خلافت راشدہ کی طرز پر قادیانی خلافت کا قیام۔

☆...... امہات المومنین کے مقابلہ میں مرزا کی بیوی ام المومنین۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے مقابلہ میں مرزا کے ۳۱۳ نام نہاد صحابہ کی جماعت۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود احمد قادیانی اسلام اور قادیانیت کا خلاصہ اور فرق ان الفاظ میں نکالتا ہے:

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے، آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں، رسول اللہ کے امتیوں) سے اختلاف ہے۔“ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد قادیانی مندرجہ الفضل ۳۰/ جولائی ۱۹۳۱ء)

آپ نے دیکھا کہ کس قدر مرزائیت اور قادیانیت کے دل ودماغ میں امت مسلمہ سے متعلق بغض وعناد کا طوفان گرم ہے، جب قادیانیت اور مرزائیت مسلمانوں سے ہر ہر چیز میں الگ ہے مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے تو پھر قادیانی اپنے آپ کو کس منہ سے مسلمان کہلانے کی بات کرتے ہیں؟ صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ نبوت میں نئے قادیانی دین کو نہ ماننے والے مسلمانوں سے متعلق کیا نظریہ اور سوچ رکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے، مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام:

”جو شخص تیری پرواہ نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“ (اشتہار معیار الاخیار، مندرجہ تبلیغ رسالت ج:۹ ص:۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود احمد نے اپنی کتاب آئینہ صداقت ص:۳۵ پر لکھا ہے کہ:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

دیکھئے قادیانیت اور مرزائیت مسلمانوں کے خلاف کیسے جذبات رکھتی ہے؟ جس نے نام بھی نہیں

سنا وہ بھی کافر، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔یعنی مرزا کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تمام مسلمان ''دائرہ اسلام'' سے خارج ہیں۔

بنیادی طور پر قادیانیت ہمیشہ انگریز کی خیر خواہ اور مسلمانوں کی دشمن رہی ہے،اس انگریز کی خیرخواہی اور مسلم دشمنی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی طرف سے کوئی کمی اور کوتاہی نہیں ہونے دی۔

قادیانی اپنے آپ کو بڑے بااخلاق، بڑے میٹھا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر ایسا ہے نہیں، یہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور۔

آیئے ملاحظہ کریں قادیانیوں کے پیشواؤں کی طرف سے اسلام دشمنی کی بھیانک تصویر چنانچہ قادیانی گرو مرزا محمود اپنے خطبہ میں کہتا ہے:

☆......''ساری دنیا ہماری دشمن ہے اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں شامل نہ کریں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔''(اخبار الفضل قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

☆......''ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہم تمام لوگوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔''(اخبار الفضل،قادیان ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء)

قادیانیت کی اسلام اور مسلمان دشمنی واضح ہو کر آپ کے سامنے آ چکی ہے، اسی مسلم دشمنی کو بھانپ کر ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبالؒ نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو قانونی طور پر مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت تسلیم کیا جائے، یہ مسلمانوں کا حصہ کسی بھی طور پر نہیں ہو سکتے، لیکن انگریزی جور وستم اس مطالبہ کو کسی بھی صورت قبول نہیں کر سکتا تھا۔

انگریز کے سایہ اقتدار میں پروان چڑھنے والی قادیانی تحریک کا زوال انگریز اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا، قیام پاکستان سے پہلے اکابرین ملت اسلامیہ اور فرزندان توحید اور نگہبانانِ ناموس رسالت اور محافظین ختم نبوت نے مرزائیت اور قادیانیت کے طاغوتی قلعہ پر دلائل و براہین، ایمان و یقین، عشق و وفا کی بمباری کی کہ قادیانی ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو گیا، مرزا محمود قادیانی بوکھلاہٹ کا شکار ہو کر عجیب عجیب باتیں اور موشگافیاں کرنے لگا یہاں تک کہنے پر مجبور ہو گیا کہ قادیانی اور مرزائی اتنی محنت کریں کہ کم از کم ہم ایک صوبہ اپنا بنالیں، جس میں احمدیت کا راج ہو ایک الگ قادیانی صوبہ بنانے کے خواب دیکھنے لگا اور کہا سال ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے بلوچستان کو احمدی صوبہ بنادو۔ قربان جائیں بطل حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جن کا ہر لمحہ اپنے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے دفاع کے لئے وقف تھا۔

قادیانیت اور مرزائیت کے ایوانوں میں نازو نعم میں پلنے والا مرزا محمود قادیانی کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے للکارا اور کہا کہ ۵۲ء تیرا تھا ۵۳ء عطاء اللہ شاہ بخاری کا ہوگا، چنانچہ چشم فلک نے وہ نظارہ دیکھا جب امیر شریعتؒ اور ان کے نام لیواؤں نے دیوانہ وار عشق رسالت کے تحفظ کا جام پی کر ملک عزیز اور اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو کر آواز محبت بلند کی اور مسلمانوں کے دل و دماغ میں مرزائیت کی نفرت کو بھر دیا اور دس ہزار نوجوان مسلمان دفاع ناموس رسالت کے لئے قربان ہو گیا۔ بظاہر ظلم و استبداد کے ذریعے یہ عظیم الشان تحریک ختم نبوت ۵۳ء کچل دی گئی مگر درحقیقت قادیانیت اور مرزائیت کا شیرازہ بکھر جانے کی نوید مسرت تھی، وقت گزرتا گیا، لوگ ملتے گئے، کاروان بنتا گیا۔ بالآخر ایک مرتبہ قدرت کے فیصلے نے بھی انگڑائی لی اور قادیانیوں کے مقدر کا ستارہ ڈوب گیا، کہتے ہیں جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے، اسی جملہ کا مصداق قادیانی بنے، انہوں نے ۲۲/مئی ۱۹۷۴ء ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا سے چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر تو تکرار کی، قادیانی لٹریچر تقسیم کرنے کی کوشش کی، غیرت مند مسلمانوں نے اسے قبول نہیں کیا، انہوں نے بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے، قادیانیت مردہ باد سے فضا میں سماں باندھ دیا۔ قادیانی قیادت اس امر کو کسی بھی صورت قبول نہیں کر سکتی تھی۔ تصادم و لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی، گاڑی روانہ ہو گئی، ٹھیک ایک ہفتہ بعد یعنی ۲۹/مئی ۷۴ء کو یہ طلبا اپنے پروگرام کے مطابق واپس آ رہے تھے، قادیانی غنڈوں نے سرگودھا، شاہین آباد اور چناب نگر سے پہلے آنے والے اسٹیشنوں سے ٹرین میں سوار ہونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ جیسے ہی گاڑی چناب نگر اسٹیشن پر رکی، قادیانی گروہ کے تیار شدہ غنڈے اور گماشتے مسلمان طلبا پر ٹوٹ پڑے اور خوب ظلم و ستم اور تشدد کا بازار گرم کیا، مسلمان نہتے طلبا کو ادھ موا کر دیا، سامان لوٹ لیا، بہت ظلم ہوا، گاڑی تقریباً تین گھنٹے کے لگ بھگ چناب نگر اسٹیشن پر رکی رہی۔

اس عظیم سانحہ اور قادیانی غنڈہ گردی کی اطلاع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے مرکزی راہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ کو ملی انہوں نے آناً فاناً خدام ختم نبوت، جاں نثاران تحفظ ناموس رسالت کی ایک بڑی تعداد کو فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر جمع کیا، چنانچہ گاڑی خاک وخون میں لت پت طلبا کو لے کر فیصل آباد اسٹیشن پہنچی، اہالیان فیصل ۔ ۔ان محمد بہ ، مختصر وقت میں ہزاروں کی تعداد میں اسٹیشن پر جمع ہوئے ، زخمی طلبا کو ٹرین سے اتارا گیا، ان کی مرہم پٹی کی گئی، دوائی کا اہتمام کیا گیا یہ موقع بہت رقت آمیز تھا، ہر طرف جوش و ولولہ تھا، ''ناموس رسالت پر جان بھی قربان ہے، غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے۔'' ''ختم نبوت زندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی، اس موقع پر مولانا تاج محمودؒ نے زخمی طلبا کو مخاطب کر کے تاریخی خطاب فرمایا:

’’میرے بیٹو! تم ہماری اولاد ہو، جگر کے ٹکڑے ہو، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جب تک قادیانیوں سے آپ کے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب نہیں لے لیا جائے گا، اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔‘‘ زخمی طلبا کے حوصلے اور بلند ہوئے، عزم وہمت کے کوہ گراں بنے، اپنے مستقر کی طرف روانہ ہوئے، ملتان سے پہلے خانیوال، شورکوٹ، ٹوبہ، گوجرہ، جہاں گاڑی رکتی وہاں ان کا فقید المثال استقبال ہوتا، قادیانیت ومرزائیت کے خلاف نعرے لگتے، حکومت کو قادیانی غنڈہ گردی کا نوٹس لینے کی بات ہوتی۔

بہرکیف اسباب کے درجہ میں یہ سبب بنا، تحریک چلنے پر پورا ملک سراپا احتجاج تھا، دینی، سیاسی، سماجی غرضیکہ تمام جماعتوں کی قیادت دفاع ختم نبوت کے لئے کمربستہ تھی، ملک عزیز میں قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمنی کے خلاف نفرت وبیزاری کی تحریک پیدا ہوچکی تھی، ہر مسلمان قادیانیوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتا، ان کا تعاقب اپنا فرض منصبی سمجھتا، پورے ملک میں ایک ہی آواز تھی کہ:

☆ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دو۔

☆ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

☆ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکا جائے۔

تحریک کو منظم اور راہ اعتدال پر رکھنے کے لئے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے کنوینر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مقرر ہوئے۔ حضرتؒ نے سر پر کفن باندھ کر پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا اور تحریک کو ایک روح بخشی تمام قیادت مجتمع ہوچکی تھی، حکمران وقت کے لئے عوام کی اس آواز کو پس پشت ڈالنا ممکن نہ رہا، اگرچہ حکومت وقت نے لیت ولعل سے کام لیا مگر عوامی دباؤ کے سامنے حکومت نہ ٹھہر سکی، جب حکومت کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی تو جناب بھٹو صاحب نے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس مقدمہ کا فیصلہ اس کے سپرد کردیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر پر گیارہ دن بحث وجرح ہوئی، قادیانیت کا کفر الم نشرح ہوکر ممبران پارلیمنٹ کے سامنے آگیا جو مسلمان مرزا ناصر کی ظاہری مومنانہ صورت کو دیکھ کر اہل حق علماء کی طرف بُری نظروں سے دیکھ رہے تھے، جب کفر مرزا اسمبلی کے فلور پر آیا اور ان سب ممبران کو معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ہم سب کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج، کنجریوں اور کتیوں کی اولاد کہتا ہے تو وہ سب اس بات پر متفق ہوگئے کہ قادیانیت اور مرزائیت کا اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں ہے، لہٰذا ان کو ملت اسلامیہ سے الگ کردینا ہی بالکل قرین مصلحت اور از قرآن وسنت ضروری ہے۔ چنانچہ وہ وقت آن پہنچا جب ۹۰ سالہ مسئلہ حل ہوگیا، مسلمانوں کی قربانیاں رنگ لائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا بول بالا ہوا، اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، ناموس رسالت کی پاسبانی کے فریضہ کی ادائیگی ہوئی اور اسلامیان پاکستان کے دل ودماغ نے سکھ کا سانس لیا۔ ☆☆

مرزائی مسلمانوں سے الگ اقلیت ہیں

شورش کاشمیریؒ

صبا کے دوش نازک پر خبر آئی بحمداللہ!
جداگانہ اقلیت ہیں مرزائی بحمداللہ!

پڑی ہے کھلبلی ربوہ کے ایوانِ خلافت میں
بہشتی مقبرے پر برق لہرائی بحمداللہ!

حکیم شرقؒ کی اک آرزو پوری ہوئی آخر
مراد اسلام کے بیٹوں کی بر آئی بحمداللہ!

علم لہرائے گا ہر آن توحید و رسالت کا
مسلماں لے رہے ہیں پھر سے انگڑائی بحمداللہ!

فضا میں اڑ رہی ہیں دھجیاں ظلی نبوت کی
اکٹھے ہوئے اک صف میں بطحائی بحمداللہ!

قدم بڑھتے چلے جاتے ہیں یارانِ سر پل کے
یہی ہے ملت بیضا کی گیرائی بحمداللہ!

نبوت قادیاں کی سرزمیں میں؟ توبہ توبہ کر
نتیجہ کیا ہے؟ اس ٹولے کا...... پسپائی بحمداللہ!

زمانہ ہوگیا' ناقابل تسخیر و طاعت ہے
غلامانِ پیمبرؐ کی توانائی بحمداللہ!

نبیؐ کے نام کا ڈنکا بجے گا ہر کہیں شورشؔ
خدا کے دشمنوں کی ہوگی رسوائی بحمداللہ!

تاریخ ساز فیصلہ اور قادیانی

پروفیسر خباب احمد خان

قادیانی (Qadyani) وہ فرقہ اور گروہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور نبی مانتا ہے۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں، ان کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہے۔ قادیانیت کا بانی غلام احمد قادیانی ہندوستان کے ضلع گورداسپور میں واقع ایک قصبے قادیان میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ یہ علاقہ مشرقی پنجاب میں ہے۔ ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد غلام احمد قادیانی نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں ملازمت اختیار کی، چند سال کی ملازمت کے بعد اس نے ملازمت چھوڑ دی۔ دوران ملازمت مذہبی امور میں اس کی دلچسپی بڑھی یا بڑھائی گئی، اپنی مذہبی سرگرمیوں کا آغاز عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں سے مباحثوں اور مناظروں کے ذریعے کیا اور عوام میں پذیرائی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

کشمیر کا قضیہ قادیانیوں کا پیدا کردہ تھا اور انہوں نے ہی پاکستانی موقف کو عالمی اداروں میں خراب کیا۔ اکھنڈ بھارت ان کا خواب ہے، جس کی تعبیر کے لئے وہ اب بھی سرگرم ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کی مذہبی سرگرمیوں کو چار ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا دور ۱۸۵۸ء سے ۱۸۷۴ء تک کا ہے، جس میں اس نے خود کو ایک مبلغ اسلام کے طور پر متعارف کرایا جو شمالی پنجاب میں ہندو پنڈتوں، آریہ سماج راہنماؤں اور عیسائی مشنریوں سے مذہبی مباحثے کرتا رہا۔ دوسرا دور ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۸ء تک کا ہے، جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ اللہ نے اسے "تجدید دین" کے لئے بھیجا ہے اور وہ "مسیح" کی مثل ہے۔ تیسرا دور ۱۸۸۸ء سے ۱۹۰۱ء کا ہے، اس میں اس نے مسیح موعود اور ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ چوتھا دور ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک کا ہے، جس میں اس نے دعویٰ نبوت کرتے ہوئے کہا کہ وہ لفظ نبی کے مکمل معنوں میں نبی ہے اور اعلان کیا کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق "جماعت احمدیہ" کا عقیدہ ہے کہ انہیں نہ آسمان پر اٹھایا گیا، نہ وہ مصلوب ہوئے، بلکہ وہ کشمیر میں آکر اپنی طبعی موت مرے۔ ریویو آف ریلیجنز کے نام سے جاری کئے جانے والے جریدے کو اپنے خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بنایا اور بے شمار کتب لکھیں اور پیشگوئیاں کرتا رہا، مگر وہ نہ ہو سکیں۔ ۱۹۰۸ء میں لاہور میں ہیضے کی وبا سے بیت الخلاء میں اس کا انتقال ہوا، اس کی لاش قادیان بھارت میں لے جاکر دفن کی گئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات اور تحریرات کا مطالعہ بتاتا ہے کہ وہ اسلام دشمن اور انگریز کا وفادار تھا۔ اس کی کتب نزول المسیح، حقیقت الوحی، تریاق القلوب، شہادت القرآن تحفۂ قیصریہ، خزائن، آئینہ کمالات، نجم الہدیٰ اور جریدہ الفضل میں چھپنے والی اس کی تحریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام (نعوذ باللہ) قابل نفرت شیطانی مذہب ہے۔ جہاد حرام اور انگریز کی اطاعت فرض ہے۔ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک اللہ اور دوسری سلطنت (برطانوی ہند) کی اطاعت جس کے ہم باشندے ہیں۔ جماعت احمدیہ حکومت برطانیہ کی وفادار فوج ہے، جس کا ظاہر و باطن اس کی خیر خواہی پر مشتمل ہے۔ تمام مسلمان جہنمی، خنزیر ہیں، ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے وغیرہ وغیرہ۔

انہی خیالات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ برصغیر کی تقسیم ہوئی تو قادیانیوں نے قیام پاکستان کے بعد قادیان سے اپنا مرکز "ربوہ" منتقل کیا اور ظفر اللہ خان جیسا قادیانی وزارت خارجہ کی منصب پر فائز ہوا۔ قائداعظم کی وفات ہوئی تو اس نے نماز جنازہ میں شرکت نہ کی، جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا: مجھے آپ مسلم مملکت کا غیر مسلم وزیر خارجہ یا غیر مسلم ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیں، اس کے باوجود وہ وزارت خارجہ کے عہدے پر براجمان رہا۔ مسلم لیگی ہونے کے ناتے اس نے اپنی حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے

ساتھ ساتھ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں اور مناصب پر فائز کیا۔ وزیر خارجہ کی حیثیت سے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۴ء تک اقوام متحدہ میں قضیۂ کشمیر کے لئے پاکستان کی نمائندگی کرتا رہا، جس کا خمیازہ آج تک پاکستان بھگت رہا ہے۔ کشمیر کا قضیہ قادیانیوں کا پیدا کردہ تھا اور انہوں نے ہی پاکستانی موقف کو عالمی اداروں میں خراب کیا۔ اکھنڈ بھارت ان کا خواب ہے، جس کی تعبیر کے لئے وہ اب بھی سرگرم ہیں۔

قادیانیوں کی مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں کے سدباب کے لئے ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا اور ربوہ میں قادیانیوں کے سالانہ اجتماعات کے ایام میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کانفرنس میں تمام مذہبی مکاتب فکر اور سیاسی راہنماؤں نے شرکت کی اور ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی آمد نے اس سالانہ اجتماع کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یکجہتی کا ایسا پلیٹ فارم بنایا کہ اس نے قیام پاکستان کے بعد مسلمانوں کی امنگوں کی ترجمانی کرنے والے چار مطالبات پیش کئے:

۱:... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲:... ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔

۳:... ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۴:... قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

چودہ دینی جماعتوں کے ایک کنونشن میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے متفقہ مطالبات کو منظور کرلیا گیا اور پھر رفتہ رفتہ ان مطالبات نے تحریک کی شکل اختیار کرلی۔ فروری ۱۹۵۳ء میں یہ تحریک لاہور کے علاوہ سیالکوٹ اور ملک کے دوسرے حصوں میں پھیل گئی۔ اس تحریک کو طاقت کے بل بوتے پر دبا دیا گیا۔ ۱۵ سے ۱۸ ہزار مسلمان شہید اور ایک لاکھ کے لگ بھگ گرفتار ہوئے۔ اس تحریک کے نتیجے میں ظفر اللہ خان کی برطرفی عمل میں آئی، باقی مطالبات نہ مانے گئے۔ مخالفین نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک کی وقتی ناکامی پر جب طنز کے نشتر برسائے تو امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا: ان شاء اللہ! وہ وقت آنے والا ہے جب پاکستان میں آئینی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیا جائے گا، دو عشروں بعد قلندر کا کہا پورا ہوا۔

۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر قادیانیوں کے حملے نے قادیانیوں کے خلاف ایسی ملک گیر تحریک بپا کی کہ اس کی گونج پاکستان کی پارلیمنٹ میں گونجنے لگی۔ ۳۰ر جون ۱۹۷۴ء کو دو قراردادوں جن میں سے ایک اپوزیشن کی جانب سے تھی اور دوسری حکومتی جماعت کی طرف سے تھی، میں قادیانیوں کی حیثیت کے تعین کے متعلق نکتہ اٹھایا گیا۔ اپوزیشن کی قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کے ساتھ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے متفقہ امیر مولانا محمد یوسف بنوریؒ تھے، جنہوں نے جید مبلغین وعلماء مولانا محمد حیات، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا اللہ وسایا اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی پر مشتمل کمیٹی کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ قادیانی دجل کو مرزا غلام احمد کی تصانیف کی عبارات سے بے نقاب کرنے کے لئے مواد جمع کریں، سو انہوں نے شب وروز یہ فریضہ انجام دیا۔ قادیانی دجل کا پردہ چاک کرنے کے لئے اللہ نے مرزا ناصر احمد کو استدعا کرنے پر مجبور کردیا کہ وہ قومی اسمبلی میں اپنا موقف پیش کرے گا، جسے اس شرط پر منظور کیا گیا کہ اس پر جرح بھی ہوگی۔ مرزا ناصر کی قومی اسمبلی میں آمد اور موقف پیش کرنا قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا، وہ کوشش کے باوجود علماء کو لفظی بحثوں میں الجھانے میں ناکام رہا۔ علماء نے دقیق بحثوں کی بجائے ”حقائق“ اس انداز میں پیش کئے کہ قومی اسمبلی کے ہر رکن نے اس بحث کو انتہائی توجہ اور انہماک سے سنا۔ ملت اسلامیہ کے موقف کو مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے پڑھا۔ قادیانیوں کے لاہوری گروپ نے اپنا محضر نامہ پیش کیا تو اس کا جواب مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے اس طرح مدلل انداز میں دیا کہ اس گروپ کے سربراہ صدرالدین کی سٹی گم ہوگئی۔

ایک ماہ سے زیادہ قومی اسمبلی کی کارروائی چلی اور پھر ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو وہ لمحہ آیا جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے ساتویں ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، جسے قادیانیوں نے عملاً تسلیم کرنے سے انکار کیا اور شعائر اسلام اور اصطلاحات کا ناجائز استعمال کرتے رہے۔ جس کے لئے ایک بار پھر خواجہ خان محمدؒ کی قیادت میں تمام مکاتب فکر نے تحفظ ختم نبوت کے نام پر ایک تحریک چلائی اور جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۱۹۸۴ء میں صدارتی آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا، جس کی بعد میں قائم ہونے والی پارلیمنٹ نے توثیق کی اور اسے دستور کا حصہ بنایا۔ بھٹو مرحوم اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کی کوتاہیاں شاید تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دینے پر خدا معاف کردے۔ آج آئین اور پارلیمان پھر نشانے پر ہیں۔ خدا کرے کہ حکمرانوں کی بے تدبیریاں آئین کو معطل اور پارلیمنٹ کی تحلیل کا باعث نہ بنیں۔ پارلیمنٹ کا ”متفقہ فیصلہ“ ایسا تاریخی کارنامہ ہے، جس کے باعث قادیانی ذریت یہ کہنے پر مجبور ہے:

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجئے؟
ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا
(غالب)

”محمد رسول اللہ“ کا قادیانی تصور

(۵)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

دعوت غور وفکر:

ا:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعووں کی بنیاد ”فنافی الرسول“ پر اٹھائی۔ اس سے ترقی کرکے ”ظل و بروز“ کی وادی میں قدم رکھا‘ ظل و بروز سے آگے بڑھے تو حریم نبوت میں پہنچ گئے‘ اور خاتم النبیینؐ کے بعد دعویٰ نبوت کا جواز پیدا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا نظریہ ایجاد کیا‘ یوں رفتہ رفتہ وہ بعینہٖ ”محمد رسول اللہ“ بن گئے‘ قرآن بھی قادیاں کے قریب ہی اتر آیا۔ (انا انزلنا قریباً من القادیان۔ تذکرہ ص ۷۶) اور پھر اس بعثت ثانیہ کے عقیدے سے جو عقائد ابھرے‘ ان کا بہت ہی مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا جاچکا ہے‘ یعنی خاکم بدہن مرزا قادیانی رحمۃ للعالمین بھی ہوئے‘ سیدالرسل بھی‘ باعث تخلیق کائنات بھی‘ مدار نجات بھی‘ اور بالآخر کلمہ طیبہ میں بھی محمد رسول اللہ سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیا گیا۔

ادھر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بعثت کو روحانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد بتایا‘ اپنے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے سوگنا زیادہ بیان کئے‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ہلال اور اپنے دور کو بدر کامل ٹھہرایا‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ترقیات کی ابتداء اور اپنے دور کو ترقیات روحانی کی انتہا قرار دیا‘ ان کے مریدان کے سامنے یہ ترانہ گاتے رہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس جیسے نعروں کی بھی تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی‘ جس کے نتیجے میں مرزا صاحب کی جماعت کے بلند ہمت افراد نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی‘ اور آگے بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہی کرادی۔

یہ تمام تفصیل...... نہایت اختصار کے ساتھ...... آپ گزشتہ اقساط میں پڑھ چکے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے ایک صدی میں ان عقائد پر جو دفتر کے دفتر تصنیف کئے ہیں‘ یہ چند عقائد اس سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان سطور کو پڑھ کر ہمارے وہ بھائی جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے رشتہ عقیدت میں منسلک ہیں‘ ان سے کیا تاثر لیں گے؟ لیکن میں ان کو صرف ایک سوال پر غور کرنے کی دعوت دوں گا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا قادیانی کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے اکابر کے حوالے سے میں اوپر درج کرچکا ہوں؟ بہت موٹی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لئے دقیق فہم وفکر کی ضرورت نہیں کہ کیا ابوبکر وعمر وعثمان وعلی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ قادیاں میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعین اور ائمہ دین میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟ جیسا کہ اوپر عرض کرچکا ہوں خود مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے ترجمان الفضل کو اقرار ہے کہ: ”مرزا قادیانی سے پہلے کسی مسلمان نے یہ نظریہ کبھی پیش نہیں کیا“...... اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی صحابی‘ تابعی‘ کوئی امام‘ مجدد اس عقیدہ سے آشنا نہیں تھا...... اور پھر اس عقیدے سے جو عقائد پیدا ہوئے‘ ان کے بارے میں بھی آپ سن چکے ہیں کہ امت میں کوئی شخص ان کا قائل نہیں تھا......

ہمارے بھائی اگر صرف اسی سوال پر عقل و انصاف سے غور کریں تو انہیں یہ احساس ہوگا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی ان عقائد کو اپنا کر ”سبیل المومنین“ پر قائم نہیں رہے۔ ادھر قرآن کریم کا اعلان ہے کہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور ”سبیل المومنین“ کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے ہم اسے کرنے دیں گے‘ اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔“ اس لئے مرزا قادیانی کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے واقعی اللہ و رسول کی رضا مندی کی خاطر مرزا صاحب کا دامن پکڑا ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے...... تو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات معلوم ہوجانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ انہوں نے اللہ و رسول اللہ کی رضا مندی

کے لئے جوراستہ اختیار کیا ہے وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے وہ ”سبیل المومنین“ (اہل ایمان کا راستہ) نہیں بلکہ یہ اہل ایمان کے راستے سے الٹی سمت کو جاتا ہے۔

۲:...... دوسری بات جس پر ہمارے بھائیوں کو غور کرنا چاہئے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کہ وہ عین محمد ہیں۔ عقل و دانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟

اگر مرزا غلام احمد عین محمدؐ ہے تو سوال ہوگا کہ:

۱: مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے کون پیدا ہوا؟

۲: چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟

۳: جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟

۴: بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟

۵: گل علی شاہ (رافضی) کی شاگردی کس نے کی تھی؟

۶: سیالکوٹ کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا؟

۷: انگریزی عدالتوں میں ”مرجاجر“ (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟

۸: قانون انگریزی کی تیاری کس نے کی‘ اور اس میں فیل کون ہوا؟

۹: محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی؟

۱۰: مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کس نے کیا؟

۱۱: محترمہ محمدی بیگم کا اسیر زلف کون ہوا؟

۱۲: اس سے نکاح کی پیشگوئی کس نے کی؟

۱۳: اس پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار کس نے ٹھہرایا؟

۱۴: اور پھر اس سے وصل میں ناکام کون مرا؟

۱۵: نصرت جہاں بیگم کا شوہر کون تھا؟

۱۶: مرزا محمود‘ شریف احمد‘ بشیر احمد کا باپ کون تھا؟

☆...... اور دوسری طرف اگر مرزا غلام احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو:

۱: حضرت ابوبکرؓ‘ عمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟

۲: حضرت عائشہؓ و حفصہ رضی اللہ عنہن کا شوہر کون تھا؟

۳: حضرت عثمانؓ اور علیؓ کس کے داماد تھے؟

۴: حضرت فاطمہؓ‘ زینبؓ‘ رقیہؓ‘ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کس کی صاحبزادیاں تھیں؟

۵: حسن و حسین رضی اللہ عنہما کس کے نواسے تھے؟

۶: بدر و حنین کے معرکے کس نے سر کئے؟

۷: شب معراج میں انبیاء کرام کا امام کون تھا؟

۸: قیصر و کسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟...... وغیرہ وغیرہ۔

کیا پہلے سوالوں کے جواب میں ”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کا اور دوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لے سکتے ہو؟ ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر اتر آئے ہیں ہم میں‘ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں“ کے ترانے گانے والے ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیو! خدا کے لئے ذرا سوچو کہ تم نے ”محمد رسول اللہ“ کو قادیاں میں دوبارہ اتار کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل و فہم تمہیں بھی عطا فرمائی ہے‘ مرزا صاحب کے دعویٰ میں محمد ہونے کو عقل و خرد کی ترازو میں تو لو‘ دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالہ کر دی ہے۔

۳: ہمارے بھائیوں کو اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ دنیا کی بہت سی قوموں کو اسی ”بروز“ اور ”عین“ کے عقیدوں نے برباد کیا ہے‘ عیسائی قوم کی مثال تمہارے سامنے ہے کہ انہوں نے کس طرح خدا کو انسانی مظہر میں اتار کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکم مادر سے پیدا ہوئے‘ وہ اور ان کی والدہ انسانی احتیاج کے تمام تقاضے رکھتی تھیں‘ اس کھلی ہوئی ہدایت کے خلاف عیسائیوں نے ”مسیح عین خدا ہے“ کا دعویٰ کر ڈالا اور وہ ”تین ایک‘ ایک تین“ کے جال میں ایسے پھنسے کہ اس پر پولوسی مذہب کی پوری عمارت تعمیر کر ڈالی‘ کاش ہمارے بھائیوں نے اس سے عبرت لی ہوتی‘ اور اسلام جن غلط نظریات کو مٹانے کے لئے آیا تھا‘ اسلام ہی کے نام پر ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرتے۔

قادیانی یہ دعوے کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائی مذہب کی بنیادوں کو ہلا ڈالا‘ حالانکہ اگر عقل سے صحیح کام لیا جائے تو نظر آئے گا کہ مرزا قادیانی نے ”مرزا عین محمد ہے“ کا نظریہ ایجاد کر کے عیسائیت کی بنیادوں کو اور مستحکم کر دیا‘ ذرا سوچئے اگر عیسائی یہ سوال کریں کہ: ”اگر مسیح موعود عین محمد ہو سکتا ہے تو مسیح ابن مریم عین خدا کیوں نہیں ہو سکتا؟“ تو آپ کے پاس خاموشی کے سوا اس کا کیا جواب ہوگا؟

پھر اگر مرزا غلام احمد قادیانی ”بروز محمد“ ہونے کی وجہ سے ”عین محمد ہیں“ تو وہ ”بروز خدا“ ہونے کی وجہ سے ”عین خدا“ کیوں نہیں؟...... مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف ”بروز محمد“ ہونے کا ہی دعویٰ نہیں بلکہ ”بروز خدا“ ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ اب اگر ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ”بروز“ ہونے کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مع تمام صفات و کمالات کے حاصل ہے حتیٰ کہ نام‘ کام‘ مقام اور منصب و مرتبہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حاصل ہو چکا ہے‘ تو ”بروز خدا“ ہونے کی وجہ سے ان کو خدائی مع اپنے تمام صفات و کمالات کے کیوں حاصل نہیں؟

(جاری ہے)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں چرم قربانی جمع کرانے کے لئے رابطہ نمبر

پرانی نمائش	جامع مسجد باب الرحمت	0321-2277304, 0333-3060501	نارتھ کراچی	0333-3606177, 0333-3534697
ریاض مسجد	دہلی مرکنٹائل سوسائٹی	0333-2403694, 0300-8240567	عائشہ مسجد، بلدیہ ٹاؤن	0332-2454681
روفیل کھنڈ سوسائٹی		0333-2157085, 0323-2001736	میٹروول	0333-2493677
عالمگیر مسجد	عالمگیر سوسائٹی	0321-2627017	اورنگی ٹاؤن	0334-3947670
اکبریا مسجد	دھوراجی کالونی	0321-2627016	اتحاد ٹاؤن	0333-3580811
مدنی مسجد	بلوچ کالونی	0300-3716592, 0321-2231059	ماڑی پور	0300-9223988
دادا بھائی ٹاؤن		0333-3065970	انجم ہومز ملیر/شاہ فیصل کالونی	0333-2245852
جامع مسجد عائشہ	منظور کالونی	0333-8164488	قائد آباد، قذافی ٹاؤن	0321-3796371
جامع مسجد پی آئی بی	پی آئی بی کالونی		بھینس کالونی	0300-2040411
جامع مسجد عائشہ باوانی	بذر ریلائن	0300-2215163	مسجد اقصیٰ، شاہ لطیف ٹاؤن	0333-3619246
پاکستان چوک		0300-2276606	توحید مسجد، گلشن حدید	0343-2412943,0333-2300856
چھوٹی مسجد	دہلی کالونی	0300-2974520, 0300-2605807	المصطفیٰ مسجد، اسٹیل ٹاؤن	0333-2578711,0335-3022382
فلاح مسجد	فیڈرل بی ایریا	0300-2700626, 0300-2242764	قسیم مسجد، بھٹائی کالونی کورنگی	0332-3367144

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لئے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام

آب سیب، آب انار، آب ادرک، ورق نقرہ، تخم خرفہ
آب بہی، آب لیمن، شہد خالص، بہمن سفید، عود ہندی
زعفران، مروارید، ورق طلاء، کشنیز، بادرنجبویہ
ابریشم، گل سرخ، گل نیلوفر، کہربا، درونج عقربی
صندل سفید، طباشیر، آملہ، جوہر مرجان، مغز تربوز
گل دھی، الائچی خورد، کہربائی، بہمن سرخ

فیصل FOODS ستار بلاز ڈی گراؤنڈ سپلائر کالونی فیصل آباد

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری 0314-3085577

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران، جائفل، ناگرموتھ، مغز بندق، آردو خرما، جوہر آہن
مصطگی، جلوتری، پچ، مغز چلغوزہ، سنگھاڑا، کشتہ چاندی
مروارید، دارچینی، اکر، الائچی خورد، پنج کا کنج، تخم فلوفر
ورق طلاء، لونگ، ماہی، الائچی کلاں، پنج عشق پیچاں
ورق نقرہ، گوکھرو، موسلی، زنجبیل، مالکھ
مغز چلغوزہ، مغز بادام، رس کونچ، بہمن سفید، گوند کتیرہ
33 اجزاء

7 ستمبر 1974

یومِ تجدیدِ عہد

نیشنل اسمبلی آف پاکستان کا جرأت مندانہ فیصلہ

قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں

قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ پوری قوم کا فیصلہ ہے: سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم

7 ستمبر کو اُمت مُسلمہ کی 90 سالہ محنت رنگ لائی، گلشن محمدی میں بہار آئی، قادیانیت کے ظلمت کدہ میں مزید خزاں چھائی، قادیانی رسوا ہوئے، سرطان کی طرح اُمت مُسلمہ سے کاٹ کر الگ کردیئے گئے،

ایسے کیوں نہ ہوتا، اس لئے کہ * ختم نبوت اللہ تعالیٰ کا قانون ہے * ختم نبوت اُمت مُسلمہ کی وحدت کا راز ہے،

* ختم نبوت قرآن کریم کی روح ہے * ختم نبوت محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی آبرو ہے * ختم نبوت اسلام کی اساس ہے

آیئے! آج ایک مرتبہ پھر عہد کرتے ہیں کہ

ہم اللہ کے قانون، محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی عزت و آبرو، اسلام کی اساس اور قرآن کریم کی روح عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کرنے میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس عقیدے کے تحفظ کے لئے ہم بارگاہ الٰہی میں اپنے الفاظ کا نذرانہ، اپنے لہو کا تحفہ، اپنی زندگی کی بہاریں پیش کر کے سرخ رو ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام عاشقان مصطفیٰ پر رحمت کی بارش نازل فرمائے، جنہوں نے اس میدان میں اپنا کردار ادا کیا